دکن لا رپورٹ

فہرست سالانہ حصۂ سوم جلد دوازدھم

بابتہ ۱۳۲۱ ف

حصۂ نظائر ملک غیر

اسمائے فریقین بہ ترتیب حروف تہجی

اسمائے فریقین	صفحہ	اسمائے فریقین	صفحہ
بچہ لال بنام حسین خان	۴۱	مسماۃ محمدی وغیرہ بنام مسماۃ عمدہ بیگم	۳۹
بہانیدہ چل وغیرہ " نول راج کٹوری	۳۴	مہابل پرشاد " بل بہادر سنگہ وغیرہ	۲۹
بیدھا " سرکار عالی بہاگیرتہہ۔	۳۵	مہاراجہ کشور پرشاد سنگہ " شیو پرگاش وجہا وغیرہ	۱۵
چندر موہن گہوسے وغیرہ " برسن کمار	۲۶	ہرچند رائے وغیرہ " محمود ہاشم وغیرہ	۳۶
چہیدو چند سمپی " سوم ناد گرڈو کمار وغیرہ	۳۳	ہمپی ہیرلی " بہما دودیا بابد	۲۸
دورکا ناتہہ بال وغیرہ " بین رشی وغیرہ	۱۰		
دیوکی نندن " ضمیر حسین خان وغیرہ	۱۱		
دنیا نولکشمن گانکوارڈ " فقیرہ ابرام لوہار	۸		
غلام سرور وغیرہ " نیاز علی	۳۲		
لالہ اشرفی لعل " مسماۃ نابُنی وغیرہ	۱۴		
لالہ رام چند پرشاد " مہابیر پرشاد وغیرہ	۲۸		
لالہ مہادیو پرشاد سنگہ " ماتا پرشاد وغیرہ	۱		
مسماۃ شادی جان " سید وارث علی وغیرہ	۱۲		

فہرست سالانہ حصۂ سوم جلد دوازدہم رسالہ

دکن لا رپورٹ

بابتہ ۱۳۳۱ ف

حصۂ نظائر ملک غیر

مضامین بہ ترتیب حروف تہجی

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
(الف)		بار ثبوت۔	۴۱
آرڈر ۱۲ رول ۲ ضابطہ دیوانی۔	۱۰	بار ثبوت واقعہ بلوغیت۔	۴۱
اپیل۔	۲۹-۳۲	بیان تکمیل کنندہ دستاویز بوقت تکمیل دستاویز	
اختیار سماعت۔	۲۹-۳۴	اور اوسکا اثر۔	۴۱
ادائی بیرون عدالت۔	۱۰	بیدخلی۔	۱۱
اراضی باغات۔	۱۵۰	بیوہ۔	۱۵
اقبال۔	۱۴	بیوہ کی جانب سے انتقال برضامندی وارث عودی	
اقبال۔ کا اثر۔	۴۱	اور اوس کا اثر۔	۱
اقبالی ڈگری۔	۳۶		
امر فیصل شدہ۔	۱۵	(پ)	
امر مانع تقریر مخالف۔	۱	پابندی بہ فرزند مالبد۔	۲۸
انتقال جائداد۔	۱۵	پابندی فیصلہ بہ دیگر ورثا دعوی۔	۱۵
(ب)		پلیڈنگ۔	۱۴

(ت)	
تجویز ثانی۔	۲۶
ترقی حیثیت اراضی۔	۸
تصدیق ادائی رقم بیرون عدالت۔	۱۰
تعمیل۔	۳۴
تعمیل ڈکری۔	۱۰
تکمیل کنندہ دستاویز کا اقبال نسبت بلوغی خود اور اوسکا اثر	۴۱
(ث)	
ثبوت۔	۱۴
(ج)	
جرمانہ۔	۲۸
(ح)	
حقوق فرزند صحیح النسب۔	۳۲
(خ)	
خاندان مشترکہ۔	۲۸
(د)	
درخواست تعمیل بیرون میعاد ہونیکا عذر کیا لائق سماعت ہے	۲۹
درخواست تعمیل ڈکری۔	۳۹
دعوے بربنائے رہن۔	۳۶
دعوے بمقابلہ ورثاء قرضدار۔	۱۲
دعوے دخلیابی اراضی باغات۔	۱۵
دعوے کیا بوجہ عدم اشتمال لائق اخراج ہے۔	۳۶
دفعہ ۱۱ ضابطہ دیوانی بابت ۱۹۰۸ء۔	۱۵

دفعہ ۲ قانون شہادت ایکٹ نمبر ۱ بابت ۱۸۷۲ء۔	۱۴
دفعہ ۴ قانون صداقت نامہ وراثت ایکٹ نمبر ۷ بابت ۱۸۸۹ء	۱۲
دفعہ ۲ قانون معاہدہ ایکٹ نمبر ۹ بابت ۱۸۷۲ء۔	۲۸
دہرم شاستر۔	۱-۱۵-۲۲
(ڈ)	
ڈکری اقبالی بربنائے فریب۔	۲۶
ڈکری دلاپانے خرچہ۔	۳۸
ڈکری کالعدم۔	۳۴
(ر)	
راہن کے جملہ ورثاء کو فریق مقدمہ بنایا جانا اور اوسکا اثر۔	۳۶
(س)	۲۸
سود در سود معاوضہ ادائی سود۔	
(ص)	
صداقت نامہ وراثت۔	۱۴
صیغہ تعمیل مین اعتراض۔	۳۴
(ض)	
ضابطہ دیوانی ایکٹ نمبر ۵ بابت ۱۹۰۸ء آرڈر ۲۱ رول ۱	۲۶
″ ″ ″ ″ ۹ رول ۱۳	۳۹
(ع)	
عدالت ابتدائی کی ڈگری منسوخ نہین ہوسکتی۔	۲۹
عدالت کا اختیار۔	۳۶
عدالت مرافعہ مین اعتراض نہ کیا جانا۔	۳۴
عذرات جو عدالت ابتدائی مین ترک کردئے گئے ہون	۔

یہان تک عدالت اپیل مین کئے جا سکتے ہین۔	۳۲
عذر ناباانی۔	۴۱
غیر حاضری ملزم کی بنا پر مستغیث کو ہرجہ نہین دلایا جانا۔	۳۵

(ف)

فرزند صحیح النسب کے حقوق۔	۳۳
فرزند ما بعد پر انتقال جائداد منجانب پدر کی پابندی۔	۳۸
فریق مقدمہ بنایا جانا جملہ ورثائے سا ہن کا اور اوسکا اثر۔	۳۶
فوتی مرافع قبل صدور فیصلہ۔	۳۴
فیصلہ صادر ہونے کے قبل مرافع کا انتقال۔	۳۴
فیصلہ کی پابندی ورثا عودی پر۔	۱۵
فیصلہ یکطرفہ۔	۲۹

(ق)

قبضہ دلانے کی ڈگری۔	۳۸
قبضہ مخالفانہ۔	۱۱ - ۳۸
قوم شودر۔	۳۳

(گ)

گواہی۔	۱۴

(م)

مالک شریک۔	۱۱
مجموعہ ضابطہ فوجداری قانون نشان ہ باتہ ۱۸۹۸ء دفعہ ۲۴۴	۳۵
مخالفانہ قبضہ۔	۱۱ - ۳۸
مدیونان ڈگری کے نام نوٹس جاری ہونا۔	۳۹
مدیونان کی غیر حاضری۔	۳۹
معاوضہ۔	۸
معاہدہ۔	۴۱
ملزم کی غیر حاضری پر مستغیث کو ہرجہ دلانا اور اوسکا عدم جواز۔	۳۵
میعاد۔	۱۵

(ن)

نالش از طرف وارث عودی۔	۱۵

(و)

وارث عودی کی رضامندی سے ہبہ اور اوسکا اثر۔	۱
وارث عودی کی طرف سے نالش۔	۱۵
وراثت۔	۳۳
ورثا عودی پر فیصلہ کی پابندی۔	۱۵
ورثا قرضدار کے مقابلہ مین دعوے۔	۱۲

(ہ)

ہبہ برضامندی وارث عودی	۱
ہرجہ بہ مقدمات فوجداری۔	۳۵

(ی)

یکطرفہ ڈگری۔	۲۹

سنہ ۱۹۲۰ء
نمبر مقدمہ (۱)
انڈین کیسیس جلد ۶۳
صفحہ (۷۲۱)
باجلاس مسٹر ٹڈبال
و مسٹر سلیمان جسٹسان

الہ آباد ہائیکورٹ جلسہ متفقہ

لالہ مہادیو پرشاد سنگھ (مدعی) **مرافع** بنام **مانا پرشاد وغیرہ** (مدعاعلیہم) **مرافعہ علیہم**

دہرم شاستر۔ بیوہ۔ ہبہ برضامندی وارث عودی عقرب۔ آیا وارث عودی نوداشتاً جائداد حاصل کرنے کے بعد عذر کرسکتا ہے۔ امر مانع تقریر مخالف۔

تجویز ہوئی کہ ایک ہندو عورت جس کو جائداد میں حین حیاتی حقوق حاصل ہیں۔ اگر بذریعہ ایک ہبہ نامہ اس جائداد کو منتقل کرے اور اُس کا قریب ترین وارث عودی تکمیل ہبہ نامہ میں شریک ہو اور بعد وفات اس عورت کے جب جائداد اس پر عود کرے گی اس وقت وہ اور جملہ اشخاص جو اس کی وساطت سے دعویدار ہوں ہبہ نامہ ہذا پر اعتراض کرنے سے ممنوع ہوں گے۔

منجانب مرافع مسیرز بی۔ ای۔ اوکاتر دیدری نارائن۔

منجانب مرافعہ علیہ مسٹر پنالال و ڈاکٹر کے۔ ین۔ کاٹجو۔ و مسٹر بالمکند۔

مسٹر ٹڈبال و سلیمان جسٹسان متفق الرائے ۔ یہ مرافعہ بجانب مدعی ہے جس نے دلا پانے قبضہ جائداد غیر منقولہ مع واصلات کا دعوی کیا تھا۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ مسمی پرہتی پال سنگھ آخری مالک جائداد از قسم مذکور تھا۔ اور وہ ایک بیوہ مسماۃ گجراج کنور اور ایک دختر مسماۃ بلیراج کنور کو چھوڑ کر فوت ہوا۔ بیوہ کی وفات کے بعد مسماۃ بلیراج کنور نے بحیثیت مالک حین حیاتی کی جائداد متدعویہ پر قبضہ حاصل کیا۔ سنہ ۱۸۹۶ء میں مسمی سورج پال سنگھ وارث عودی عقرب تھا۔ ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء مسماۃ بلیراج کنور نے ایک استمراری ٹھیکہ بحق مانا پرشاد اور دیوجی بھائی جو کہ موجودہ مدعی علیہم ہیں۔ بعوض مبلغ ۱۰۰۰ روپیہ نذرانہ کے تحریر و تکمیل کردیا۔ اور یہ نذرانہ سب رجسٹرار صاحب کے روبرو ادا کیا گیا۔ زرنگان اراضی مبلغ ۱۱۱۱ روپیہ ۵ آنہ ۹ پائی قرار پایا اور یہ رقم ٹھیکہ مذکور کو جو زر مالگزاری واجب الادا تھی اس کے بالکل مساوی تھی۔ اس ٹھیکہ کی دستاویز پر مسمی سورج پال سنگھ وارث عودی حاشیہ کا گواہ تھا۔

بتاریخ ۲۹۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء مسماۃ بلراج کنور اور ٹھاکر سورج پال سنگھ نے بالاشتراک اس جائداد کا ایک ہبہ نامہ بحق انہیں ٹھیکہ داروں کے تحریر و تکمیل کردیا۔ اس ہبہ نامہ کی بناء پر داخل خارج کی کارروائی ہوئی۔ اور سورج پال سنگھ کا بحلف اظہار لیا گیا۔ اور اس نے بیان کیا کہ وہ اس ہبہ نامہ پر رضامند تھا۔ مسماۃ بلراج کنور کا بتاریخ ۹ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء انتقال ہوا۔ اس کے انتقال کے بعد سورج پال سنگھ جائداد کا مستحق ہوا اور اس نے جائداد پر قبضہ حاصل کرلیا۔ جب عدالت داخل خارج میں اس کا اظہار لیا گیا تو اس نے مکرر اس ہبہ نامہ کا حوالہ دیا اور یہ نہیں

مرافعہ اولی بنا راضی ڈگری سب آرڈنٹ جج الہ آباد مورخہ ۱۸ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء۔

لالہ مہادیو پرشاد سنگھ
بنام
مانا پرشاد وغیرہ

کہا کہ وہ اس ہبہ نامہ پر معترض ہے۔ بن بعد سورج پال سنگھ ۳ سال زندہ رہا۔ اور ۱۹۰۹ء میں فوت ہوا۔ اور یہ موجودہ مقدمہ مسمی سورج پال سنگھ کے نابالغ فرزند نے بولایت اپنی مادر کے بتاریخ ۴ ستمبر ۱۹۱۸ء میں دائر کیا۔ یہ دعوے دلاپانے قبضہ جائداد موہوبہ بمقابلہ موہوب لہ کے ہے اور اسمیں تنسیخ ہبہ نامہ مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۰۱ء کی بھی استدعا کی ہے۔ مدعی نے اپنے عرضی دعوے میں یہ بیان کیا کہ سورج پال سنگھ نے ہبہ نامہ ہذا بوجہ جبر و داب ناجائز تکمیل کیا۔ یہ کہ کسی صورت میں اُس کی رضامندی بحیثیت محض ایک وارث عودی کے بالکل بے سود تھی اور انتقال ہذا بغیر ضرورت نتامتری کے ہونے کی وجہ سے منمدعی اس کا پابند نہیں ہے۔ بجانب مدعی علیہم جبر و داب ناجائز بمینہ مدعی سے انکار کیا گیا اور یہ بیان کیا گیا کہ سورج پال سنگھ کی رضامندی جو کہ اسوقت قریب ترین وارث عودی تھا کلیتاً بمقابلہ اس کے امر مانع تقریر مخالف کا اثر رکھتی تھی اور اسی طرح مدعی ہذا بھی مجازیت انتقال ہذا کے متعلق کوئی عذر نہیں کر سکتا۔ یہ بھی بیان کیا گیا کہ ہبہ ہذا مورث مدعی علیہم کے قابل تحسین خدمات کے بدل میں کیا گیا لہذا وہ بلا بدل نہیں ہے۔ علاوہ بریں متعدد دیگر عذرات بھی لائے گئے جن کی صراحت یہاں غیر ضروری ہے۔ عدالت ابتدائی نے دعویٰ بدیں وجوہ خارج کیا کہ ہبہ با بدل تھا۔ اور وہ سورج پال سنگھ کی رضامندی سے کیا گیا تھا۔ یہ کہ داب ناجائز ثابت نہیں کیا گیا اور اسکی پابندی مدعیان پر لازم ہے اور اسکی ناراضی سے مدعی نے یہ مرافعہ رجوع کیا ہے لیکن اس کی جانب سے عذرات مرافعہ میں داب ناجائز یا جبر کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ تاہم اس کی جانب سے یہ اسبات پر نہایت زور دیا گیا کہ انتقال بلا بدل تھا۔ سورج پال سنگھ کی رضامندی خصوصاً ایسے وقت جبکہ اُس کو جائداد میں قابل انتقال استحقاق نہیں حاصل ہوا تھا۔ ناجائز تھی۔ پس بمقابلہٗ مدعی کے امر مانع تقریر مخالف عارض نہیں ہے۔ یہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ یہ مقدمہ برائے تنسیخ پٹہ مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۷ء نہیں ہے۔ مدعی ہبہ نامہ سے بالکل اغماض کرتا ہے اور نہ مدعی علیہم یہ بیان کرتے ہیں کہ گو ہبہ منسوخ کیا جائے تاہم مدعی کو قبضہ نہیں مل سکتا۔ چونکہ مدعی علیہم اس استمراری پٹہ کی بنا پر قابض ہیں۔ درحقیقت فریقین نے یہ تصور کیا ہے کہ ہبہ نامہ سے اس پٹہ کی تنسیخ و اختتام عمل میں آئی۔ ہبہ نامہ میں اس کے متعلق حسب ذیل ذکر ہے "یہ سمجھنا چاہیئے کہ استمراری پٹہ مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۷ء و رجسٹری شدہ بتاریخ ۳ دسمبر ۱۸۹۷ء جو فی الحال موجود ہے آیندہ کے لیے جائز نہیں سمجھا جائیگا اور نہ اس کی بنا پر کوئی حق حاصل ہوگا"۔ یہ استمراری پٹہ بعوض مبلغ اعث روپیہ بطور نذرانہ کے کر دیا گیا تھا اور وہ پٹہ داران اور ان کے مورث کی قابل تحسین خدمات کے بدل میں بھی تھا۔ اس میں یہ شرط تھی کہ اگر پٹہ داران جائداد پٹہ دار کے کسی حصہ پر سے بیدخل کیے جائیں تو ان کو بقدر اس حصہ کے زر نذرانہ واپس لینے کا اختیار ہوگا۔ پس اگر

لالہ مہادیو پرشاد سنگھ
بنام
مانا پرشاد وغیرہ

پٹہ داران نے اپنے جملہ حقوق جو اُن کو بربنار پٹہ حاصل تھے ترک کر دیے اور بجائے اس کے ہبہ نامہ کی شکل کا ایک نیا دستاویز دینا حاصل کیا۔ تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ دستاویز آخرالذکر بالکل بلا بدل تھا۔

لائق کونسل مرافع کی یہ حجت ہے کہ سورج پال سنگھ کی رضامندی سے زیادہ سے زیادہ یہ قیاس ہوگا کہ انتقال ہذا برائے ضرورت قانونی تھا لیکن جب اس مقدمہ میں یہ قطعی طور سے ثابت کیا گیا ہے کہ گو معاملہ ہذا ایک خالص ہبہ نہیں تھا۔ تاہم وہ برائے ضرورت شاستری تھا۔ ایسی صورت میں وارث عودی کی رضامندی کا کوئی اثر نہیں ہے۔ انھوں نے نظائر ذیل پر بہت زور دیا۔ امرت نارائن سنگھ بنام گیا سنگھ (انڈین اپیلس جلد ۴۵ صفحہ ۳۵ پریوی کونسل) گر نرائن بنام شیولال سنگھ (انڈین اپیلس جلد ۴۶ صفحہ (۱) پریوی کونسل) رنگاسامی گوندن بنام بچیپا گوندن۔ (انڈین اپیلس جلد ۴۶ صفحہ ۷۲ پریوی کونسل) اور باکی پاروتی بنام دایا بھائی منجھارام (انڈین کیسز جلد ۸ صفحہ ۲۶۶)

بمقدمہ امرت نارائن سنگھ بنام گیا سنگھ (۱) جو کچھ کہ طے کیا گیا وہ صرف یہ تھا کہ ایک نابالغ وارث عودی کا ولی منجانب اس کے اس پر عود کرنے والے حق کے متعلق معاملت نہیں کر سکتا۔ اور نہ وہ اس حق کے متعلق کسی معاہدہ کی بنا پر نابالغ پر پابندی عائد کر سکتا ہے۔ چونکہ تا وقتیکہ جائداد اس کو فی الواقع حاصل نہ ہو وہ کچھ منتقل کر سکتا ہے نہ ترک کر سکتا ہے۔ اس امر سے کوئی شخص انکار نہیں کریگا کہ ایک وارث عودی کا حق وراثت قابل انتقال حق نہیں ہے۔ لیکن وہ مقدمہ مقدمۂ حال زیر بحث سے کسی طرح متعلق نہیں ہے۔ چونکہ اس مقدمہ میں امر مانع تقریر مخالف کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوا۔ نہ ایسا سوال بمقابلہ نابالغ وارث عودی کے پیدا ہو سکتا تھا۔

بمقدمہ گر نرائن بنام شیولال سنگھ مسماۃ مہا سندر نے جو بحیثیت ایک ہندو مادر کے اپنے فرزند کی جائداد پر قابض تھی۔ اس جائداد کے حصص کو متعدد انتقال ناموں کی بنا پر بیع کیا۔ اس کی دختر مسماۃ بھوانی کنور اور اس کا پوتا مسمی ہنومان سہائے اسوقت زندہ تھے۔ اور یہ ہنومان سہائے ایک موضع کے انتقال نامہ میں فریق تھا ان میں سے نہ مسماۃ بھوانی کنور نہ ہنومان سہائے قریب ترین وارث عودی تھے۔ اور بعد از وفات مسماۃ مہا سندر جائداد متدعویہ دیگر اشخاص پر عود ہوئی۔ جنہوں نے بذریعہ ایک رجسٹری شدہ انتقال نامہ کے اپنے حقوق و مرافق مسمی ہنومان سہائے کے حق میں منتقل کیا۔ زمرۂ مدعیان میں فرزندان ہنومان سہائے اور اس جائداد کے ایک حصہ کا منتقل الیہ شریک تھے۔ مسماۃ مہا سندر کی معرفت سے جو منتقل الیہم تھے انھوں نے منجملہ دیگر وجوہات کے یہ بیان کیا۔ امر مانع تقریر مخالف کا مسئلہ عارض ہے۔ چونکہ ہنومان سہائے مورث مدعیان اس انتقال میں ایک فریق تھا۔ حکام عالی مقام پریوی کونسل نے یہ تجویز کی کہ امر مانع تقریر مخالف عارض نہیں ہو سکتا بدیں وجہ کہ ہنومان کو اسوقت

لالہ مہادیو پرشاد سنگہ بنام ماما پرشاد وغیرہ

کوئی ایسے حقوق حاصل نہ تھے جن کو وہ منتقل کر سکے یا جن کی وجہ سے مشتری کو خاطر جمعی ہو۔ اوران تمام واقعات سے منتقل الیہ واقف تھے۔ فی الحقیقت ہنومان سہائے کو جائداد مذکور بحیثیت وارث عودی مہاسندر کے نہیں ملی۔ بلکہ جائداد اس کو بذریعہ انتقال نامہ منجانب ان دو ورثار عودی کے حاصل ہوئی۔ ایسی صورت میں مسماۃ مہاسندر کی تکمیل کردہ انتقال نامہ پر اس کی رضامندی دعوے مذکور الصدر پر امر مانع تقریر مخالف کا اثر نہیں رکھتی۔ اور یہ مقدمہ صاف طور پر ممیز کیا جاسکتا ہے۔

بمقدمہ رنگاسامی گوندن بنام نچایا پا گوندن ایک ہندو بیوہ نے جو اپنے شوہر کی جائداد پر قابض تھی اس کا ایک حصہ اس وقت کے قریب تر وارث عودی کو ہبہ کیا۔ لیکن وہ اس کی (بیوہ کی) حیات میں مرگیا۔ ورثار موہوب لہٗ نے مدعیان کو جائداد کا ایک حصہ بیع اور دوسرا رہن کیا۔ بیوہ کے فوت ہونے کے بعد مدعی موہوب لہٗ کے ایک وارث کے ساتھ جائداد کا وارث عودی ہوا۔ مدعی نے اپنے نصف حصہ کے واسطے بمقابلہ اس وارث کے دعویٰ دائر کیا۔ منجانب مدعی علیہم یہ عذر کیا گیا کہ چونکہ مدعی نے جائداد موہوبہ کے ایک حصہ کا بیعنامہ اور دوسرے کا رہن نامہ حاصل کیا تھا لہذا اس نے بیوہ کے انتقال جائداد کو منظور کیا۔ پس اس کی جوازیت کے متعلق اعتراض کرنے سے وہ ممنوع ہی۔ حکام عالی مقام پریوی کونسل نے یہ قرار دیا کہ بلحاظ حالات مقدمہ امر مانع تقریر مخالف کا کوئی سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔ جس وقت مدعی نے دستاویز بیعنامہ و رہن نامہ قبول کیا اس وقت اس کو یہ نہیں معلوم تھا کہ آیا کبھی وہ فی الحقیقت ایسا وارث عودی بنیگا جس کی وجہ سے اس کو دستاویز ہبہ نامہ سے حجت کرنے کی ضرورت پڑی۔ پس اس کے ایسے عمل سے یہ نتیجہ نہیں اخذ کیا جاسکتا کہ اس نے اپنے کو اپنے اس استحقاق کے متعلق جو اس کو واقعی حاصل ہوا ہو ثابت کرنے سے ممنوع کرلیا ہے۔ اسکو ایک بیعنامہ اور رہن نامہ کو جو صرف بیوہ کے حین حیات موثر ہیں قبول کرنے میں کوئی امر مانع نہیں تھا۔ لہذا اس کے طرز عمل سے یہ نتیجہ نہیں اخذ کیا جاسکتا کہ اسنے اصلی ہبہ کو منظور کیا۔

یہ امر ملاحظہ طلب ہے کہ مقدمات ماسبق پریوی کونسل ایسے مقدمات ہیں جنہیں وہ وارث عودی جس نے انتقال نامہ پر رضامندی ظاہر کی تھی ایسا وارث عودی نہ تھا جس کو فی الحقیقت جائداد پر بعد از وفات مالک حین حیاتی دخل حاصل ہوا۔ الہ آباد لاجرنل جلد ۱۷ صفحہ ۵۵۔ (رنگاسامی گوندن بنام نچایا پا گوندن) میں حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بجرنگی سنگہ بنام منکرنیکا بخش سنگہ کے مقدمہ کا حوالہ دیتے وقت یہ فرمایا ہے کہ " اس مقدمہ میں ورثار عودی انتقال نامجات پر رضامند ہونیکی وجہ سے وہ بسبب رضامندی ان کے پابند تھے "۔

پس ان تمام مقدمات میں کوئی ایسا نہیں ہے جس سے یہ حجت رفع ہو سکے کہ رضامند وارث عودی اگر

وہ جائداد پر دخل پائے، تو وہ بذات خود اپنی رضامندی کے خلاف ورزی کرنے سے ممنوع ہے۔

بائی پاروتی دایا بھائی سنہارام (بمبئی جلد ۴۴ صفحہ ۴۸۸) کے مقدمہ سے مرافع کی حجت کی تائید ہوتی ہے اس مقدمہ میں اصل مالک اپنی ماں اور دو بہنیں چھوڑ کر فوت ہوا ان دو میں ایک بہن اسکے بعد ہی فوت ہوئی ۱۸۹۱ء میں اسکی مادر اور خواہر زندہ نے دو جائداد بحق فرزندان خواہر فوت شدہ ہبہ کیا۔ ۱۹۱۱ء میں بعد از مرگ مادر بہن نے دخلیابی جائداد کا دعویٰ بمقابلہ موہوب لہٗ کے رجوع کیا۔

بمبئی ہائیکورٹ نے یہ طے کیا کہ بمقابلہ اس کے امر مانع تقریر مخالف عارض نہیں تھا۔ اور ہبہ صدر بہ حین حیات مادر جائز و نافذ تھا۔

ڈاکٹر کا بجو نے جنہوں نے اس مقدمہ میں نہایت لیاقت سے بحث کی ہمارے روبرو نظائر کا ایک کثیر مجموعہ پیش کیا جن سے ان کی اس حجت کی تائید ہوتی ہے کہ جہاں تک کہ رضامند وارث عودی کا تعلق ہے اگر وہ جائداد پر دخل پائے وہ اسپر اعتراض کرنے سے ممنوع ہے جسٹس پرسیبب نے ۱۸۶۸ء کے غدر کے قدیم زمانہ میں بمقدمہ تری لوچن چکربتی بنام اویش چندر لاہری (کلکتہ لارپورٹ جلد ۷ صفحہ ۱۷۵) حسب ذیل رائے ظاہر فرمائی ہے۔

"جملہ نظائر پر غور کرنے کے بعد ہماری یہ رائے ہے کہ وارث عودی متعلقہ کی رضامندی صرف اسکی ذات پر ہی پابندی عائد کرتی ہے وغیرہ"

بمقدمہ سیاواسی بنام گرد سہائے (الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۳۶۲) ایک ہندو بیوہ اور اسکے مرحوم شوہر کی داشتہ اور غیر صحیح النسب لڑکی اور ایک وارث عودی اقرب کے مابین بذریعہ دستاویز مورخہ ۱۸۶۷ء اس امر کی صلح ہوئی کہ تمام جائداد کو باہم تقسیم کرلیں۔ ایک وارث عودی بعید اس دستاویز کا گواہ تھا۔ اور اس نے اس تقسیم سے پوری رضامندی ظاہر کی تھی۔ بعد ازاں بیوہ نے اس جائداد کے ایک حصہ کو موروثی قرضہ کی ادائی میں ۱۸۷۶ء میں منتقل کیا۔ بعد از وفات بیوہ وارث عودی بعید جائداد پر قابض ہوا اور اسکو فی الحقیقت اسکی جائداد کی ملکیت حاصل ہوئی۔ اس نے دخلیابی و تنسیخ دستاویزات مورخہ ۱۸۶۷ء و ۱۸۷۶ء کا دعویٰ بمقابلہ منتقل الیہم دائر کیا۔ ۱۸۷۶ء کی دستاویز کے متعلق کا انتقال چونکہ وہ بہ ایفائے قرضہ موروثی تھا جائز قرار دیا گیا۔ ۱۸۶۷ء کی معاملت کے متعلق مدعی علیہ نے یہ بیان کیا کہ چونکہ خود مدعی نے تقسیم جائداد کے متعلق اپنی رضامندی ظاہر کی تھی لہذا وہ انتقال ہذا کے جواز یا عدم جواز کے متعلق کوئی عذر نہیں کر سکتا۔ عدالت نے یہ تجویز فرمائی کہ عذر امر مانع تقریر مخالف معقول وجوہ پر مبنی تھا پس مدعی کو جواز تقسیم کے متعلق اعتراض کرنیکا حق نہیں ہے۔ مرافعہ علیہم کی حجت کی تائید میں یہ مقدمہ ایک عمدہ نظیر ہے۔

بمقدمہ رام درمن بنام ٹھکور اسنگھ (الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۰) ایک ہندو بیوہ نے جو اپنے شوہر کی جائداد پر قابض تھی جائداد شوہری کو (یہ صاف طور پر معلوم نہیں ہے کہ آیا یہ ہبہ جملہ جائداد کا تھا یا اس کے صرف ایک حصہ کا) بحق اپنے دختر زادہ کے ہبہ کیا۔ موہوب لہٗ نے اس کا ایک حصہ مدعیان کو بیع کیا لیکن مدعیان جائداد پر قبضہ حاصل نہ کر سکے۔ اور اس اثنا میں بیوہ کا انتقال ہوگیا۔ پس مدعیان نے دخلیابی جائداد کا دعویٰ بمقابلہ دختر و موہوب لہٗ و فرزند دیگر دختر ہذا کے دائر کیا۔ مدعی علیہم نے یہ جوابدہی کی

کہ ہبہ صدر بیوہ کی زندگی کے بعد غیر موثر اور دختر کی رضامندی بے سود ہے۔ اس مقدمہ میں اب یہ سوال پیدا ہوا کہ آیا مدعیان بیوہ اور دختر کے حین حیاتی حقوق کے پانے کے مستحق ہیں یا نہیں لیکن اسوقت یہ سوال پیدا نہیں ہوا کہ بعد از وفات دختر جائداد متدعویہ میں کس شخص کو استحقاق حاصل ہوگا۔ اس عدالت نے یہ قرار دیا کہ ایک قابض ہندو بیوہ برضامندی وارث عودی ایک ایسا جائز ہبہ کرنے کی مجاز ہے جو بیوہ اور رضامند وارث عودی کے حقوق کی حد تک موثر ہوسکے۔ یہاں اس امر کو ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ اس مقدمہ میں ہبہ بذا صرف ایک ہی پوتے کے حق میں کیا گیا تھا اور تمام جائداد کی سپردگی کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوسکتا تھا۔ یہ مقدمہ بھی مرافعہ علیہم کے لائق وکیل کی حجت کی صریحًا تائید کرتا ہے۔

مقدمہ آخر الذکر کی تقلید بمقدمہ شب چندر کار بنام ڈکین (انڈین کیسس جلد ۴ صفحہ ۸) کیگئی۔ اس مقدمہ میں ایک ہندو دختر جو اپنے والد کی جائداد پر قابض تھی ایک رہن نامہ تحریر و تکمیل کردیا اور اس تکمیل رہن میں اس کے فرزند بھی شریک تھے۔ اور یہ تجویز ہوئی کہ وہ بیان مندرجہ رہن نامہ کی خلاف ورزی نہیں کرسکتے لیکن اس مقدمہ میں رہن نامہ میں صریحًا یہ درج کیا گیا تھا کہ قرضہ امور جائز کے لیے لیا جارہا تھا اور اس کے لیے مالک حین حیاتی کی جائداد کا قطعی انتقال بھی جائز تھا۔

پس اس کے فرزندوں پر جائداد کو وراثتًا حاصل کرنے کے بعد اس اقرار از روئے بیان کی پابندی لازم تھی اور وہ اب اس حیثیت کو جو انھوں نے عمدًا قبول کی تھی ترک نہیں کرسکتے اور انھوں نے جو واقعات بیان کیے تھے خلاف ورزی نہیں کرسکتے۔ اس وقت اس سوال پر غور نہیں کیا گیا کہ آیا وہ اس امر کے مجاز ہیں کہ وہ اپنے وارث عودی کی حیثیت کے ممکن الوقوع حقوق پر قبل ازاں کہ ان کو وراثت پیدا ہو پابندی عائد کریں۔

مسمی بختاور بنام بھگوان (انڈین کیسس جلد ۵ صفحہ ۲۷۰) کا مقدمہ ایک ایسا مقدمہ تھا جسمیں وارث عودی بعید نے اس امر کے استقرار کا دعوی کیا کہ ہبہ جو ایک ہندو بیوہ نے کیا تھا وہ بمقابلہ وارث عودی اقرب کے غیر موثر قرار دیا جائے لیکن وارث عودی اقرب نے اس انتقال میں اپنی رضامندی ظاہر کی تھی اور چیزوں کے علاوہ یہ بھی حجت کی گئی کہ مدعیان کو چونکہ وہ ورثاء عودی بعید تھے تنسیخ ہبہ نامہ کا دعوی کرنے کا کوئی حق نہیں تھا صفحہ ۱۰۷ جلد ۳۲ سلسلہ الہ آباد پر ان فاضل ججوں نے جنھوں نے اس مقدمہ کا فیصلہ صادر فرمایا یہ نوشت کیا ہے کہ اس حجت میں کوئی زور نہیں ہے بدین سبب کہ وارث عودی اقرب نے ہبہ میں رضامندی ظاہر کرکے اور بیوہ کے عمل کو قبول کرکے خود کو جوازیت ہبہ صدر پر اعتراض کرنے سے ممنوع کرلیا تھا۔ لہذا مدعیان کو جو اسکے بعد وارث ہونے کے متوقع تھے استحقاق نالش حاصل تھا۔ انھوں نے مقدمہ رانی انند کنور بنام کورٹ آف وارڈز کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۴۵۴ پریوی کونسل) کا حوالہ دیا جسمیں حکام عالی مقام پریوی کونسل نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ "اگر وارث عودی اقرب بغیر کافی وجوہ کے نالش دائر کرنے سے انکار کرے یا اگر اس نے اپنے ذاتی عمل اور رویہ سے خود کو دعوے کرنے سے ممنوع کرلیا ہو یا اس نے

کوئی ایسے فعل سے اقبال کیا ہو جو کہ ناجائز بیان کیا جاتا ہے تو دوسرے قریب ترین وارث عودی کو نالش کا استحقاق ہے۔

ایک غیر طبع شدہ لیٹرس پیٹنٹ مرافعہ میں (نمبر ۹۴ سنہ ۱۹۱۵ء منفصلہ ۲۰ مئی سنہ ۱۹۱۵ء) جس میں مسٹر ناکس جسٹس کے فیصلہ کی جو رپورٹ جمنا کنور بنام رام سنگھ کے عنوان سے شائع ہوا ہے تائید کیگئی ہے۔ ایک ہندو بیوہ نے اپنے شوہر کی والدہ کی رضامندی سے تمام جائداد کو بحق الناشخاص کے ہبہ کیا جو اس والدہ کے بعد کے وارث عودی تھے۔ اور اس میں یہ طے پایا کہ بعد از وفات بیوہ والدہ ہذا کو جس نے انتقال میں رضامندی ظاہر کی تھی اسپر اعتراض کرنیکا استحقاق نہیں تھا۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ امر مانع تقریر مخالف کے اصول پر مبنی تھا ہے۔ اگرچہ اس کی تائید اس حجت سے بھی ہوسکتی ہے کہ انتقال ہذا کا اثر سپردگی جائداد کامل کے موافق تھا۔ علاوہ بریں ہماری توجہ دو مقدمات مدراس ہائی کورٹ کیطرف مبذول کرائی جارہی ہے جو وینکٹ راؤ بنام تلجارام راؤ (انڈین کیس جلد ۳۴ صفحہ ۲۷۰) اور رسان موگھ دبلا یو: ہام چٹی بنام کوبیا چٹی ایر کے نام سے رپورٹ شدہ ہیں۔ (انڈین کیسیس جلد ۹ صفحہ ۴۲۵) مقدمہ اول الذکر میں ایک ہندو بیوہ نے بہ ایفاء وعدہ اپنی جائداد شوہری کے ایک حصہ کو بعوض چند قرضجات شوہری منتقل کیا۔ اور یہ قرضہ جات منتقل الیہ نے ادا کیے۔ وارث عودی اقرب اس دستاویز کا حاشیہ کا گواہ تھا اور اسلیے اسمیں اپنی رضامندی صاف الفاظ میں ظاہر کی تھی۔ عدالت نے یہ قرار دیا کہ من بعد جب وہ جائداد پر ورثتاً دخل پائیگا وہ معاملت ہذا پر معترض ہونے سے ممنوع کیا جائیگا۔

مقدمہ ثانی میں مدعی علیہ اول جو ایک وارث عودی تھا ایسے متعدد معاملجات میں فریق تھا جنکی وجہ سے جائداد متدعویہ کی فہرست میں کا نمبر (۱) کا حصہ تقسیماً ایک شخص مسمی کروتھان کو کلیتاً حاصل ہوچکا تھا۔ اب بحث جو چھیڑی گئی وہ یہ تھی کہ آیا مدعی علیہم اول جب وہ فی الحقیقت جائداد کا وارث ہووے ان تمام معاملات کی شرکت سے درگزر کرکے اس جائداد کا دعویدار ہوسکتے ہیں یا نہیں بمقابلہ اس شخص کے جس نے ان انتقالات کیوجہ سے حقیت حاصل کرلی تھی۔ مدراس ہائی کورٹ کے عالم و فاضل ججوں نے یہ تحریر کیا کہ اصول امر مانع تقریر مخالف مندرجہ قانون شہادت ایک ضابطہ پلیڈنگ ہے اور وہ انسان کے فعل پر مبنی ہے اور جب وہ شخص اپنے بیان سے کسی دوسرے شخص کو اسکی حیثیت میں تبدیل کرنے کو آمادہ کرے تو محض یہ وجہ کہ وارث عودی اغلب کو جائداد متدعویہ میں کوئی مستقل حقیت حاصل نہ تھی جسکو کہ وہ منتقل کرسکے اصول امر مانع تقریر مخالف کے عمل میں آنے سے روک نہیں سکتی۔ اگر اس نے اپنے فعل سے شخص ثالث کو اس امر کی ترغیب دی ہو کہ وہ اپنی حیثیت میں بدل کرے۔ لہذا انھوں نے یہ رائے قائم کی کہ عذر امر مانع تقریر مخالف کافی وجوہ پر مبنی تھا۔

اب یہ صاف ظاہر ہے کہ یہ تمام نظائر بالکل مفید مرافعہ علیہم ہیں۔ مقدمہ بائی پاروتی بنام دایابھائی منجھی رام جسپر لائق کونسل مرافعان نے زور دیا لائق تمیز ہے۔ ہم کو اس مقدمہ میں کی دستاویز انتقال کو ملاحظہ کرنیکا موقع نہیں ملا لیکن فیصلہ سے

ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اس دستاویز کا منشا صرف حقوق حین حیاتی مادر و خواہر کے منتقل کرنیکا تھا۔ فیصلہ میں یہ صاف طور پر درج کیا گیا ہے کہ "یہ ایسی صورت نہیں ہے جس میں ایک بیوہ جسکو جائداد میں حقوق حین حیاتی حاصل ہیں برضامندی وارث عودی اقرب جائداد کو منتقل کرے" اگر ایسا تصور کیا جائے کہ اس مقدمہ میں جو کچھ کہ طے کیا گیا وہ صرف یہ تہا کہ چونکہ اس دستاویز کے ذریعہ سے حق وراثت کو منتقل کرنے کی کوشش کیگئی تہی لہذا وہ انتقال کالعدم تھا تو کوئی مشکل پیدا نہیں ہوگی لیکن اگر اس سے یہ مقصود ہو کہ یہ عام اصول قایم کرے کہ کسی حالت میں وارث عودی جب وہ جائداد پر وراثتاً دخل پائے اپنے عمل و فعل سے انتقال ماسبق پر اعتراض کرنے سے ممنوع نہیں ہوسکتا تو ہم اس فیصلہ سے اتفاق نہ کریں گے۔

پس ہماری یہ رائے ہے کہ مسمی سورج پال جو کہ مسماۃ بلراج کنور کی وفات کے بعد فی الواقع مالک جائداد ہوا بسبب اس امر کے کہ وہ دستاویز ہبہ نامہ میں شریک تھا۔ اسپر اعتراض کرنے سے ممنوع تہا اور مدعی جو مسمی سورج پال کی وساطت و معرفت سے دعویدار ہے اسیطرح ممنوع ہے نتیجہ یہ ہے کہ یہ مرافعہ نامنظور ہوتا ہے اور مقدمہ ہذا مع خرچہ خارج کیا جاتا ہے اور خرچہ میں اعلیٰ پیمانہ کا وکلار کا محنتانہ بھی شامل ہے۔ اپیل نامنظور۔

نمبر مقدمہ ۲۵۵ ۱۹۲۰ء
منفصلہ ۲۴ فروری ۱۹۲۱ء
باجلاس سر نارمن میکلیاڈ نائٹ چیف جسٹس مسٹر جسٹس شاہ صاحبان

بمبئی ہائیکورٹ

نگرانی غیر معمولی دیوانی

دینانو لکشمن گائیکواڑ (مدعی) درخواستگزار بنام **فقیرہ ابرام لوہار** (مدعی علیہ) **طرفثانی**

راہن - ترقی حیثیت اراضی - معاوضہ -

تجویز ہوئی کہ مرتہن کو اراضی مرہونہ کی اس حد تک ترقی کرنیکی اجازت ہرگز نہ ہونا چاہئیے جسکی وجہ سے راہن نتیجتاً اپنے حق انفکاک سے محروم ہوجائے لہذا مقدمہ انفکاک رہن اراضی یہ ظاہر ہوا کہ اراضی بمعاوضہ مبلغ (مار) رہن بالقبض دی گئی تہی اور مرتہن نے اس اراضی میں عمارات اور باؤلی تعمیر کرکے اس میں مبلغ ؎ کی ترقی کرنا بتلایا تہا اس امر کا لحاظ کرتے ہوئے کہ مرتہن کو اس ترقی شدہ اراضی سے سالہائی سال تک فائدہ پہنچا ہے صرف مبلغ ۱۱ روپیہ بابتہ خرچہ جائز و واجبی ترقی اراضی دلایا گیا۔ کیونکہ راہن کو بھی اس ترقی شدہ زمین سے آیندہ فائدہ پہنچیگا صفحہ ۱۶ کالم ۱۲ صفحہ ۱۷ کالم (۱)

منجانب درخواست گزار مسٹر ڈاے - ین ناڈکرنی صاحب - منجانب طرفثانی مسٹر ایس - پس باٹکر وکیل سرکار -

فیصلہ یہ حکم بموجب دفعہ ۱۱۵ ضابطہ دیوانی صادر کیا گیا ہے۔ مدعی نے انفکاک رہن اراضی نزاعی کے متعلق نالش دائر کی تہی۔ عدالت ابتدائی نے مدعی علیہم نمبر ۳ و ۵ کو حکم دیا تہا کہ وہ اراضی نزاعی کو بلا کسی کفالت یا بار سے اور بعد علحدگی عمارات و کوٹھہ جانوران مدعی کے قبضہ میں دیدیں۔ بصیغہ نگرانی ڈسٹرکٹ جج نے بمنسوخی فیصلہ تحت یہ حکم دیا تہا کہ مدعی مع خرچہ کے مبلغ ؎ بابتہ اخراجات

دینا نولکشمی گاگا
بنام
نفیرہ ابرام لوہار

ترقی اراضی مدعی علیہم کو اندرون چھ ماہ تاریخ ڈگری سے ادا کرے اور بعد ازاں اراضی سروے نمبر ۸۳۴ کا قبضہ حاصل کرے۔

اصل امر متنازعہ یہ تہا کہ آیا مدعی علیہم کو جن سے اصل مرتہن سے اراضی خریدی تہی زرمعاوضہ ترقی اراضی ملنا چاہئیے یا نہیں۔

مدعی علیہم نے اراضی کی ترقی تعمیر عمارات و کوٹھہ جانوران وایک پختہ باؤلی زائد از مبلغ ... کے صرفہ سے کی ہے۔ ہمارے سامنے یہ حجت کی جاتی ہے کہ رقم مبلغ ... جو دلائے گئے ہیں اُن کو نہ ملنا چاہئیے۔ بلالحاظ احکام دفعہ ۷۲ قانون انتقال جائداد اگر تھوڑی دیر کیلیے یہ فرض بہی کرلیا جائے کہ فیصلہ بمقدمہ نلنگپا بنام چن بسوا (۴۳ بمبئی صفحہ ۶۹) درست وصحیح ہے اور یہ کہ مرتہن خریدار نیک نیت ہے اور اس لحاظ سے وہ مستحق ہے کہ اسکو وہ واجبی وجائز اخراجات جو اراضی کی دوامی ترقی کیلیے اُس نے صرف کیے ہیں دلائے جائیں تاہم بہی یہ سوال باقی رہتا ہے کہ واجبی ترقی اراضی کیا ہے اولاً (اصول نصفت) کا یہ اصول ہے کہ مرتہن کو اراضی مرہونہ کی اس حد تک ترقی کرنے کی اجازت ہرگز نہ ہونا چاہئیے کہ جس کی وجہ سے نتیجتاً راہن اپنے حق انفکاک سے محروم ہوجائے۔ مقدمہ محولہ بالا میں اخراجات صرفہ ترقی اراضی زر رہن سے کم تھے اور بمقدمہ شیپرڈ بنام جونس (۲۱ چانسری ڈویزن صفحہ ۴۶۹ بابتہ سنہ ۱۸۸۲ع) وسر ہنڈرسن بنام اسٹ وڈ (سنہ ۱۸۹۴ع ۱۶ اے سی صفحہ ۱۵۰-۱۶۳) اخراجات صرفہ ترقی اراضی صرف ... پونڈ تھے جہاں زر رہن مبلغ ... پونڈ تھا میری رائے میں عدالت تحت نے اس مسئلہ پر کافی غور نہیں کیا ہے۔ ہمکو کوئی شبہ نہیں ہے کہ یہ بالکل بعید از عقل ہے کہ مرتہن اراضی کی ترقی کے لیے زر رہن کے ۲۰ گنہ یا ۲۳ گونہ صرف کرے جسکا نتیجہ اکثر یہ ہوگا کہ راہن اپنے حق انفکاک سے محروم دبا رہیگا یہ مسلمہ ہے کہ اس مقدمہ کے مدعیان بالکل معمولی حیثیت رکہتے ہیں۔ مدعی علیہم کی یہ ایک حجت ہے کہ مدعیان کو اس ترقی کا علم تہا چونکہ وہ اسی کھیت میں مزدوری کرتے تھے یہ خیال کرنا بالکل غیر ممکن ہے کہ اسقدر رقم کا انتظام مدعیان اندرون چھ ماہ کرینگے۔ اور جس طریقہ سے عدالت تحت نے اس مقدمہ کا تصفیہ کیا ہے اُسکا لحاظ کرتے ہوئے ہماری رائے یہ ہے کہ ہم اس مقدمہ میں دست اندازی کریں۔

مدعی علیہم نے اس اراضی سے مدت دراز تک فائدہ اُٹھایا ہے اور ایک حد تک اس اراضی سے اُنکو اخراجات ترقی وصول ہوئے ہیں۔ لہذا ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ مندرجہ ڈگری ڈسٹرکٹ جج قائم رکھکر اقساط سے ادائی کرائیں یا اُس رقم کو کم کرکے تھوڑی مدت میں ادائی کرائیں۔ اس مقدمہ کو مدعی علیہم کے مفید بھی فیصلہ کرنا ہو تو ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ کسی حالت میں بہی ان کو ... سے زائد معاوضہ نہ دلایا جاوے اگرچیکہ ہم یہ نہیں جانتے کہ ہماری رائے بھی جائے کہ کسقدر روپیہ کہ رہن کے متعلق مبلغ ... روپیہ واجبی اور جائز اور اخراجات ترقی ہوسکتے ہیں۔ تاہم بھی اس مقدمہ کے خاص حالات پر لحاظ کرتے ہوئے مدعی کو بعد ادائی رقم مذکور اس ترقی شدہ اراضی سے بہت کچھ فائدہ حاصل ہوگا۔ مقدمہ کے حالات کے لحاظ سے انصاف اس کا مقتضی ہے کہ ہم حسب ذیل حکم صادر کریں۔

ہم ڈسٹرکٹ جج کی ڈگری منسوخ کرتے ہیں اور ہدایت کرتے ہیں کہ مدعی کو اراضی مرہونہ پر قبضہ دلایا جائے۔ اور مدعی

مبلغ الہ ۸۱ مدعی علیہم کو سالانہ چھ اقساط میں اخراجات ترقی کے معاوضہ میں ادا کرے اور پہلی قسط ۵ اجنوری ۱۹۲۲ء کو ادا ہو اور بصورت ناغہ ہونے ایک قسط کے مدعی علیہم کو حق ہوگا وہ مدعی کے خلاف حسب دفعہ ۱۵ ب دکن اگریکلچرل ریلیف اکٹ چارہ جوئی اختیار کرے لہذا اپیل منظور و فیصلہ تحت منسوخ۔

ہائیکورٹ کلکتہ

نگرانی دیوانی

نمبر مقدمہ ۸۳۳ سنہ ۱۹۲۰ء منفصلہ ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۲۱ء باجلاس مسٹر جسٹس واسلے صاحب انڈین کیسز حصہ (۱) ام جلد ۶۴ صفحہ ۳۲

دورکاناتھ بال وغیرہ **نگرانیخواہان** **بپن رشی وغیرہ** **طرفثانیان**

آرڈر ۲۱ رول ۲ ضابطہ دیوانی - تعمیل ڈگری - ادائی بیرون عدالت - صداقت نامہ -

درخواست تعمیل ڈگری میں محض یہ بیان کرنا کہ بیرون عدالت ادائی ہوگئی ہے تصدیق ادائی کی درخواست سمجھے جانے کیلئے کافی نہیں ہے (اشوتوش مکھرجی بنام امبکاچرن بٹاچارجی ۲۳ انڈین کیسز صفحہ ۲۷۴ یا ۵۴ کلکتہ صفحہ ۶۳ و دھبولیواری بنام جوگیش چندر بانرجی ۵۰ انڈین کیسز صفحہ ۲۴۲-۲۳ کلکتہ ویکلی نوٹس صفحہ ۳۲ کی تقلید کیگئی۔

منجانب نگرانی خواہان مسٹر بابو بھوپندر چندر گوہار - ڈگریدار کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی نوبت پر عدالت کو تصدیق ادائی رقم بیرون عدالت کی درخواست کرے۔ ملاحظہ ہو مقدمہ تکارام بنام بالاجی (انڈین لاء رپورٹ (۲۱) بمبئی صفحہ ۱۲۲) لہذا ڈگریدار کا یہ بیان کہ بیرون عدالت ادائی ہوئی ہے درخواست تصدیق تصور کرنا چاہیئے عدالت تحت کو چاہیئے تھا کہ ادائی کے متعلق تحقیقات کرتی کہ آیا واقعہ ادائی رقم صحیح ہے یا نہیں۔ اگر ادائی ثابت کی جاوے تو صحیح اور صاف طور سے ظاہر ہے کہ میری درخواست تعمیل ڈگری میں تمادی عارض نہیں ہے۔

منجانب طرفثانیان بابو ششیش چندر چودھری اس بیان کی صحت کے متعلق مجھکو کوئی اعتراض نہیں ہے کہ ڈگریدار کو کسی نوبت پر ادائی رقم ہر حالتمیں بیرون عدالت کی درخواست پیش کرنیکا حق ہے لیکن میں یہ عرض کرونگا کہ تصدیق ادائی رقم ہر حالتمیں اندرون میعاد درخواست تعمیل ڈگری ہونا چاہیئے اور چونکہ تصدیق اندرون مدت نہیں ہوئی ہے اسلیئے محض یہ ادعا کہ بیرون عدالت ادائی ڈگری ہوئی ہے۔ کسی طرح حافظ تمادی نہیں ہوسکتا۔ مقدمات (۱) سرشور مکھرجی بنام امبکاچرن بہٹاچارجی و (۲) بھودلواری بنام جوگیش چندر بہارجی کا حوالہ دیا گیا۔

بابو بپن چندر گوہا نے جواب الجواب دیا۔

فیصلہ - یہ نگرانی ڈگریدار کی تحریک سے ہمارے روبرو پیش ہے اسلیئے مبلغ ۱۸۶۴ روپیہ ۵ اور کچھ روپیہ کی ڈگری حاصل کی تھی۔ آخری درخواست تعمیل بتاریخ ۷ مارچ سنہ ۱۹۱۷ء فیصل ہوئی اور یہ درخواست تعمیل زیر نگرانی ۲۳ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء یعنی زائد از

سہ سال پیش ہوئے۔ تمادی کی حفاظت کیلئے ڈگریدار کا یہ بیان ہے کہ بیرون عدالت بماہ فروری سنہ ۱۹۱۸ع وبماہ مئی سنہ ۱۹۱۹ع ادائی ڈگری ہوئی ہے۔ ہمارے سامنے منجانب ڈگریدار یہ بحث کی جارہی ہے کہ بموجب اصول طے شدہ بمقدمہ ٹکارام بنام بالاجی یہ بیان کہ بیرون عدالت ادائی ڈگری ہوئی درخواست تصدیق ادائی خیال کی جائے اور عدالت تحت کو ہدایت دی جائے کہ مدیون ڈگری کو ایک موقعہ دیا جائے کہ وہ ثابت کریں کہ آیا ادائی درحقیقت ہوئی ہے یا نہیں۔ اس عدالت کی حد تک میری رائے میں اس مسئلہ کا قطعی تصفیہ بمقدمات (۱) سرسور مکھرجی بنام انبکا چرن بھٹاچارجی و (۲) بھوبلیو رائے بنام گویش چندر بھارجی ہوچکا ہے۔ میری رائے میں یہ نگرانی مع خرچہ قابل نامنظوری ہے۔ خرچہ مقدمہ ایک اشرفی مقرر کی جاتی ہے لہذا نگرانی مع خرچہ نامنظور۔

الہ آباد ہائیکورٹ

مرافعہ ثانیہ

نمبر مقدمہ (۱۴۴) سنہ ۱۹۱۸ع
منفصلہ ۱۹ دسمبر سنہ ۱۹۲۰ع
باجلاس جسٹس سر پی سی بنرجی نائٹ و جسٹس گوکل پرشاد صاحب ارکان۔
[انڈین کیسز جلد ۶۳ حصہ (۱) صفحہ ۲۴]

دیوکی نندن (مدعی) **مرافع** بنام **ضمیر حسین خاں وغیرہ** (مدعی علیہم) **مرافعہ علیہا**

مالک شریک۔ قبضہ مخالفانہ۔ بیدخلی۔

محض ایک شریک کا اپنا نام دفاتر مال میں شریک کرانا تاوقتیکہ وہ اپنا حق مخالفانہ ظاہر نہ کرے دوسرے شرکا کے مقابلہ میں بیدخلی نہ سمجھی جائے گی۔

ایک شریک کا قبضہ کل شرکا کا قبضہ تصور کیا جائیگا تاوقتیکہ کوئی ایسا فعل بیدخلی قبضہ سرزد نہ ہو کہ جس سے یہ خیال کیا کیا جائے کہ ایک شریک نے دوسرے کو بیدخل کر دیا ہے اور وہ قبضہ سے محروم رکھا گیا ہے۔

منجانب مرافع مسٹر لکشمی نارائن صاحب — **منجانب مرافعہ علیہا ڈاکٹر ایس ایم سلیمان صاحب**

فیصلہ۔ واقعات مقدمہ حسب ذیل ہیں۔ جائداد متدعویہ کا مالک ایک شخص مسمی ظفرالدین خاں تھا چند سال قبل وہ اپنی زوجہ لطیفن بیٹا مسمی حبیب الدین خاں و ایک بیٹی موسی بیگم کو وارث چھوڑ کر فوت ہوا۔ موسی بیگم مسماۃ لطیفن کے بطن سے ظفرالدین خاں کی بیٹی نہیں ہے مسماۃ لطیفن نے عقد ثانی کیا ہے۔ بعد وفات اپنے باپ کے حبیب الدین نے کل جائداد کے متعلق اپنا نام کاغذات محکمہ مال میں درج کرایا اور بتاریخ ۴ جنوری سنہ ۱۹۰۶ع جائداد بدست مدعی علیہ نمبر (۱) فروخت کیا۔ مسماۃ موسی بیگم نے اپنے باپ کی جائداد کے حصہ کو بدست مدعی مارچ سنہ ۱۹۱۵ع فروخت کیا۔ مدعی نے نالش ہذا بغرض دخلیابی جائداد بقدر حصہ فروخت شدہ دائر کی۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ مدعی کے بایع مسماۃ موسی بیگم جائداد کی مالک ہیں۔ منجانب مدعی علیہم صرف یہ جواب دہی کی جاتی ہے کہ حبیب الدین اور اس کے بعد مدعی علیہم جائداد پر مخالفانہ قابض ہیں اور یہ کہ مدعی یا مالک کے قبل مسماۃ موسی بیگم کا

مرافعہ ثانیہ بنا راضی ڈگری ڈسٹرکٹ جج شاہجہانپور مورخہ ۱۲ ستمبر سنہ ۱۹۱۷ع۔

قبضہ جائداد پر ہر گز نہیں رہا ہے۔ اس عذر کو عدالت مرافعہ اولی نے تسلیم کیا ہے اور دعوی مدعی اس بنا پر خارج کیا ہے کہ مدعی نے یہ ثابت نہیں کیا ہے اندرون بارہ سال قبل دعوی مدعی کا یا اُس کے بائع کا کبھی قبضہ تھا۔ لائق و فاضل جج نے کہ جس نے مقدمہ کا تصفیہ کیا شاید یہ امر فروگذاشت کیا ہے کہ حبیب الدین مسماۃ موسی بیگم کے برادر ہیں اور اُن کے والد کی وفات کے بعد وہ دونوں وراثتاً اپنے باپ کی جائداد کے مالک بنیگے لہذا وہ دونوں جائداد کے مالک ہیں اور تا وقتیکہ واقعی بیدخل نہ کیا جائے محض کاغذات مال میں اپنا نام شریک کرانے سے حبیب الدین کا مسماۃ منی بیگم کا بیدخل کرنا ہرگز خیال نہ کیا جائیگا۔ اس عدالت کے متعدد مقدمات میں اور ڈبیر لارڈشپ پریوی کونسل نے یہ طے کیا ہے کہ ایک شریک کا قبضہ دوسرے شرکاء کا قبضہ متصور ہوگا۔ تا وقتیکہ ایک شریک دوسرے کو بیدخل کر کے اُسکو قبضہ سے محروم و باز رکھے۔ مقدمہ ہذا میں کوئی مواد نہیں ہے کہ جس سے ظاہر ہو سکے کہ حبیب الدین نے قبل ۱۹۰۶ء (سال تکمیل دستاویز) کوئی ایسا فعل کیا ہے کہ جس سے اپنی بہن کی حقیت سے انکار کیا گیا ہو یا اُسکو قبضہ سے جسکی وہ مستحق تھی بیدخل کی گئی ہو۔ ان حالات میں قبضہ حبیب الدین قبل تکمیل دستاویز بیعنامہ ۱۹۰۶ء مشترکہ قبضہ منی بیگم تصور کیا جائیگا اور دعوے میں تمادی عارض نہیں ہوگی۔

عدالتہائے تحت نے دعوی بعروض تمادی خارج کرنے میں غلطی کی ہے۔ چونکہ دیگر تنقیحات کا تصفیہ عدالت تحت نے نہیں کیا ہے مقدمہ قابل واپسی عدالت مرافعہ اولی ہے لہذا ہم حسب رول ۲۳ آرڈر ۱۴ ضابطہ دیوانی مقدمہ بدیں ہدایت تکمیل تحقیقات کیلئے واپس کرتے ہیں کہ مقدمہ حسب سابق نمبر پر لیا جائے اور دیگر تنقیحات کا تصفیہ حسب ضابطہ کیا جائے اخراجات اپیل و اخراجات تا حال اخراجات مقدمہ ہونگے۔ لہذا حکم ہوا کہ مقدمہ بغرض تکمیل واپس ہو۔

الہ آباد ہائیکورٹ

اپیل اولی

مسماۃ شادی جان (درخواستگذار) **مرافعہ** بنام **سید وارث علی وغیرہ** طرفثانی **مرافعہ علیہم**

دفعہ ۴ قانون صداقت نامہ وراثت ایکٹ نمبر ۷ ۱۸۸۹ء۔ دعوی بمقابلہ ورثاء قرضدار صداقت نامہ وراثت۔

قرضخواہ کو بغرض ارجاع نالش حصولی رقم خود بمقابلہ کل ورثاء متوفی یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ صداقت نامہ وراثت حاصل کرے۔

منجانب مرافع مسٹر ایس ابو علی صاحب برائے مسٹر اے ای۔ اوبیر۔

جسٹس لنڈسے۔ یہ اپیل بنا راضی حکم ڈسٹرکٹ جج بریلی نسبت نامنظوری درخواست مرافعہ مسماۃ شادی جان بغرض عطائے سرٹیفکٹ وراثت حسب دفعہ ۴ قانون صداقت نامہ وراثت ایکٹ ۷ ۱۸۸۹ء ہمارے سامنے پیش ہے۔ واقعات مقدمہ حسب ذیل ہیں۔ یہ کہ احمدی بیگم مسماۃ شادی جان کی دختر تھی اور ایک شخص مسمی رضا علی کی زوجہ تھی اور اُس کا انتقال بتاریخ ۱۰ اگست ۱۹۱۳ء

اپیل اولی بنا راضی حکم ڈسٹرکٹ جج بریلی مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۱۷ء۔

مقدمہ ۲۴۳ ۱۹۱۷ء فیصلہ ۲۴ فروری ۱۹۲۰ء اجلاس مسٹر جسٹس ... و جسٹس ... سے صاحبان ... کیسیز جلد ۶۲ ... صفحہ ۱

شادی جان بنام وارث علی

ہوا۔ اور اپنی ماں اور چھ لڑکے۔ دو لڑکیاں اور اپنے شوہر کو وارث چھوڑ کر اس نے انتقال کیا۔ یہ مسلمہ ہے کہ بوقت وفات رقم مہر جو منجانب رضا علی اسکو یافتنی تھی وہ مبلغ عہ/ تھی۔ زوجہ کے ورثا بموجب احکام شرعی آپ اپنے حصہ اس رقم میں پانیکے مستحق ہیں۔ اور اسکی والدہ کا حصہ ۱/۶ تھا مسماۃ شادی جان کو مبلغ عہ کا حق بمقابلہ رضا علی پیدا ہوا اور اس رقم کی حد تک مسمی رضا علی مسماۃ شادی جان کا قرضدار ہوگیا۔ بتاریخ ۲۳ اکتوبر ۱۹۱۶ء رضا علی خود چھ لڑکے دو لڑکیاں اور اپنی والدہ مسماۃ نجم النساء کو وارث چھوڑ کر فوت ہوا اور وہ رضا علی کی جائداد میں حسب ذیل حصہ دار ہوئے۔

۶۔ فرزندان ۔ ۶۰ سہام

۲۔ دختران ۔ ۱۰ ״

والدہ ۔ ۱۴ ״

لہذا رضا علی کی کل جائداد میں اس کی والدہ کا ۱۴/۸۴ = ۱/۶ حصہ تھا۔ بموجب احکام شرعی ہر وارث اپنے اپنے حصہ تک متوفی کے قرضہ کا ذمہ دار ہوتا ہے اس لحاظ سے رضا علی کی والدہ اس کے ۱/۶ حصہ قرض کی ذمہ دار ہوگئی اور جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے رضا علی کے قرض میں مبلغ عہ/ جو مسماۃ شادی جان واجب الادا تھے شامل ہیں جس نے بمقابلہ نجم النساء کے حصہ کی حد تک یعنی مبلغ عہ کی وصولی کے لیے دعویٰ دائر کیا اور اس مقدمہ میں دیگر ورثاء رضا علی کو ترتیبی مدعا علیہم بنایا۔ اس رقم کی ڈگری بمقابلہ نجم النساء حاصل کرنیکی غرض سے اس نے حصول صداقت نامہ وراثت کی درخواست ڈسٹرکٹ جج بریلی کے روبرو پیش کی جس کو فاضل ولائق جج ماتحت نے بحوالہ مقدمہ جلد ۳۳ کلکتہ ہائی کورٹ نیز عبدالغفور خاں بنام قلندری بیگم ۳۳۔ الہ آباد صفحہ ۳۲۷۔ اس وجہ سے نامنظور کیا کہ جزو حصہ قرضہ کے متعلق صداقت نامہ وراثت نہیں دیا جاسکتا کیونکہ انھوں نے مبلغ عہ/ کو اس رقم مہر میں جو رضا علی سے اپنی زوجہ کو واجب الادا تھا شامل ہونا خیال کیا ہے۔ واقعات مقدمہ ہذا اس مقدمہ جلد ۳۳ کلکتہ محولہ بالا سے دیگر ہیں۔ ان دونوں مقدمات میں یہ فرق ہے کہ مقدمہ اول میں شوہر جسکے ذمہ رقم مہر واجب الادا تھی موجود اور زندہ تھا اور اس کے مقابلہ میں دعویٰ رجوع تھا۔ لہذا میری رائے میں اصول فیصل شدہ بمقدمہ بالا اس مقدمہ سے متعلق نہیں ہیں۔ ہم کو اس مقدمہ میں بمقابلہ قرضدار کے شخص متوفی کے حقوق کا تصفیہ کرنا نہیں ہے۔ قرضخواہ مسماۃ شادی جان موجود ہے اور وہ اپنا دعویٰ بمقابلہ وارث قرضدار چلا رہی ہے۔ بعد وفات اپنی زوجہ کے مسمی رضا علی بقدر عہ/ کا مسماۃ شادی جان کا قرضدار بموجب احکام شرعی ہوگیا اور وہ ذمہ داری اس کی حیات تک اسپر عائد تھی اور اب اس کی وفات کے بعد اس کے ورثاء پر مختلف حصوں میں عائد ہوئی ہے اور اس کے ورثاء میں سے مسماۃ نجم النساء ایک وارث ہے۔ ان حالات میں مسماۃ شادی جان کو بغرض ڈگری بمقابلہ نجم النساء بقدر مبلغ عہ/ قانوناً صداقت نامہ وراثت حاصل کرنیکی کوئی ضرورت نہیں ہے لہذا اسکی درخواست ان وجوہات (نہ کہ وجوہات مستدلہ جج ماتحت پر) قابل نامنظوری ہے۔ چونکہ اس مقدمہ میں کوئی صداقت نامہ کی ضرورت نہیں ہے اسیے یہ اپیل نامنظور اور

چونکہ فریق ثانی غیر حاضر ہے اس لیے خرچہ کے متعلق کوئی تجویز نہیں کی جاتی ہے۔

جسٹس والش۔ تجویز بالا سے میں متفق ہوں۔ اور مجھے اطمینان ہوگیا کہ صداقت نامہ کی ضرورت نہیں ہے اور یہ کہ اسی بنا پر ڈگری دینے سے انکار نہ کرنا چاہیے۔ لہذا اپیل نامنظور۔ خرچہ کے متعلق کوئی تجویز نہیں کی جاتی ہے۔ اپیل نامنظور۔

الہ آباد ہائیکورٹ مرافعہ ثانی دیوانی

نمبر مقدمہ ۱۶۵۲ سنہ ۱۹۱۸ع منفصلہ ۱۲ جولائی ۱۹۱۹ع باجلاس مسٹر جسٹس والش و مسٹر جسٹس دلال صاحبان۔ [انڈین کیسز جلد ۵۴ حصہ (۱) صفحہ ۱۱۱]

لالہ اشرفی لال (مدعی) **مرافع** بنام **مسماۃ نانہی وغیرہ** (مدعی علیہم) **مرافعہ علیہم**

دفعہ ۷۰ قانون شہادت ایکٹ نشان (۱) سنہ ۱۸۷۲ع۔ پلیڈنگ۔ گواہی۔ اقبال۔ ثبوت۔

جبکہ تکمیل دستاویز سے پلیڈنگ میں اقبال ہو تو بموجب دفعہ ۷۰ قانون شہادت یہ ضروری امر نہیں ہے کہ تصدیقی گواہان کو پیش کیا جائے یا اور باضابطہ طور پر اس کی تکمیل کو ثابت کیا جائے۔

منجانب مرافع مسٹر جے ایم۔ بانرجی صاحب۔ منجانب مرافعہ علیہم مسٹر محمد یوسف صاحب۔

فیصلہ۔ ہماری رائے میں یہ اپیل قابل منظوری ہے۔ واقعات کے متعلق یہ تجویز کی گئی ہے کہ دستاویز پر تکمیل کنندہ کو دستخط کرتے ہوئے کسی گواہ نے نہیں دیکھا ہے۔ اس تجویز میں ہم کوئی دست اندازی نہیں کرتے ہیں۔ مگر یہ تجویز خلاف قیاس معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ قیاس کرنا خلاف عقل نہ ہوگا کہ گواہان جس غرض سے وہاں گئے تھے انھوں نے اسکو دیکھا ہوگا چونکہ گواہان کا وہاں موجود ہونا پایا جاتا ہے لیکن یہ امر غیر متعلق ہے۔ گواہان سے یہ ثابت یا نا ثابت ہونا کوئی اہمیت نہیں رکھتا ہے مقدمہ ہذا کی پلیڈنگ میں دستاویز کی تکمیل کرنے سے اقبال کیا گیا ہے اور دفعہ ۷۰ قانون شہادت سے جس پر شاید عدالت تحت نے نظر نہیں ڈالی ہے۔ واضح ہے کہ ان دستاویزات کی تکمیل کے متعلق کوئی ثبوت دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ جن کی تکمیل سے اقبال کیا گیا ہو اور یہ اقبال تکمیل کنندہ کے مقابلہ میں ثبوت قطعی ہے۔ اگر چہ کہ ان دستاویزات کی تصدیق قانوناً لازمی ہو۔ دفعہ ہذا جس موقع اور جس باب متعلق شہادت میں درج کیا گیا ہے اس سے صاف یہ منشا ظاہر ہوتا ہے کہ جب اقبال ہو تو کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم یہ تسلیم کرنے آمادہ نہیں ہیں کہ یہ دفعہ صرف ان اقبالات سے متعلق ہے جو دوران مقدمہ میں کیے گئے ہوں اور وہ اس غرض کے لیے بے بنیاد ہے۔ ملاحظہ ہو مقدمات (جوگندر ناتھ بنام نتائے چرن ۷، کلکتہ ویکلی نوٹس صفحہ ۳۸۴ و عبدالکریم بنام سلیمان ۲۷ کلکتہ صفحہ ۱۹۰۔)

عذرات اپیل معقول ہیں اور قابل منظوری ہیں اور عدالت اولی کی ڈگری مع خرچہ عدالت ہذا و تحت بحال رہے۔ لہذا اپیل منظور۔

مرافعہ ثانیہ بنا راضی ڈگری از ایسبار ڈونیٹ جج بیدون مورخہ ۲۲ اگست سنہ ۱۹۱۹ع۔

دکن لاء رپورٹ حصہ ۲ جلد ۱۲
۱ انڈین کیسیز
نمبر مقدمہ مشتاان ۱۷
سنہ ۱۹۱۹ء منفصلہ
۹ر جولائی سنہ ۱۹۲۱ء
اپیل اول ا۔
باجلاس سپرانسی
بانرجی نامٹ مسٹر
جسٹس ٹوڈبل و جسٹس
سلیمان صاحبان ارکان

الہ آباد ہائیکورٹ جلسۂ کاملہ

مہاراجہ کیشو پرشاد سنگھ — مرافع — بشیو پرکاش وجھاؤ وغیرہ — مرافعہ علیہم

دفعہ ۱۱ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۵) سنہ ۱۹۰۸ء ۔ امر فیصل شدہ ۔ توضیح نمبر (۶) ۔ دہرم شاستر ۔ بیوہ ۔ انتقال جائداد ۔ نالش از طرف وارث عودی ۔ پابندی فیصلہ بہ دیگر ورثاء عودی ۔ اگرہ ٹننسی ایکٹ دفعہ ۷۹ ۔ آراضی باغات ۔ دعویٰ دخلیابی اراضی باغات ۔ میعاد ۔

جو نالش ایک وارث عودی بغرض تنسیخ انتقال جائداد ہندو بیوہ دائر کرتا ہے وہ بغرض تحفظ جائداد منجانب تمام ورثاء کے سمجھی جائیگی اور اسمیں ڈگری کا صرف وہ وارث جو دعویٰ دائر کرتا ہے اور منتقل الیہ ہے پابند نہیں بلکہ جملہ ورثاء عودی اور منتقل الیہ یا اُسکے قائم مقام کے مقابلہ میں اُسکی پابندی ہوگی یہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ ایک وارث عودی دوسرے وارث عودی سے حیثیت پاتا ہے بلکہ وہ وارث عودی جو دعویٰ دائر کرتا ہے جملہ ورثاء کا نائب یا نمایندہ ہے اور بموجب توضیح (۶) دفعہ (۱۱) ضابطہ دیوانی کل فریق ڈگری کے پابند ہوتے ہیں ۔ صفحہ ۲۵۰ کالم (۱) صفحہ ۲۵۴ کالم (۲) و صفحہ ۲۵۵ کالم (۱) اراضی باغات بغرض کاشت کے نہیں سمجھی جاتی ہے اور اسلیئے اُسپر دفعہ ۷۹ اگرہ ٹننسی ایکٹ بغرض دعویٰ دخلیابی و قبضہ متعلق نہیں ہے اور ایسے دعوے اندرون مدت قانون میعاد سماعت میں بارہ سال کے اندر دائر ہوسکتے ہیں (صفحہ ۲۵۵ کالم ۲)

تجویز سپرنگی از جسٹس ٹوڈبل و جسٹس سلیمان ۔ اس اپیل میں ایک اہم اور ضروری مسئلہ قانون کی بحث پیش ہے اور وہ یہ مسئلہ ہے کہ جبکا تصفیہ اس ہائیکورٹ سے ہوا ہے لیکن فیصلہ (۱) ونیکٹ نارائن پلی بنام شبامل (۳۸ مدراس ۴۰۶) و نیز فیصلہ جلسۂ کاملہ مدراس ہائیکورٹ بمقدمہ رحیس گنڈلہ ورامانہ بنام مادالہ گوپال داسیا (۱۱ ۴ مدراس صفحہ ۶۵۹) کو مدنظر رکھتے ہوئے ہماری یہ رائے ہے کہ اس مسئلہ پر مکرر غور ہونا چاہیئے اور فیصلہ سابق بحال یا منسوخ ہونا چاہیئے ۔ مقدمہ کے اصلی واقعات کے قطع نظر غور طلب مسئلہ حسب ذیل ہے ۔

ایک ہندو بیوہ نے اپنے شوہر کی جائداد کا چند حصہ منتقل کردیا ۔ وارث عودی قریب نے ایک دعویٰ بغرض تنسیخ انتقال دائر کیا اور یہ فیصلہ ہوا کہ ضرورت جائز نہیں ہے اور بعد وفات بیوہ جائداد پر انتقال کا کوئی اثر نہیں ہے اور نہ وہ جائداد پر اس کی ذمہ داری نہیں ہے ۔ بیوہ فوت ہوگئی ہے اور وہ وارث عودی کہ جس سے دعویٰ دائر کیا تھا فوت ہوگیا ہے ۔ اب قریب ترین وارث عودی نے دعویٰ بغرض دخلیابی دائر کیا ہے ۔ لیکن عذر یہ کیا جاتا ہے کہ وہ فیصلہ جو مابین بیوہ منتقل الیہ و وارث عودی ہوا ہے وہ فریقین کے مقابلہ امر فیصل شدہ ہے ۔ اس ہائیکورٹ نے بمقدمہ چیند دسنگھ بنام درگا داسی (۲۲ ۔ الہ آباد صفحہ ۳۸۲) یہ فیصلہ کیا ہے کہ تجویز سابق امر فیصل شدہ نہیں ہوتی ہے اور مدراس ہائیکورٹ کے فیصلہ بھی سابق میں ایسے ہی تھے لیکن بمقدمہ ونیکٹ نارائن پلی بنام سبا آمل (۳۸ مدراس ۴۱۳) میں لارڈ ڈنبیب پریوی کونسل نے یہ صاف طور سے بتلایا ہے کہ نالش جو منجانب وارث مابعد بغرض استقرار حق و منسوخی انتقال دائر ہوتی ہے اُسکو بحیثیت نمایندہ تمام ورثاء کے تصور کرنا چاہیئے اور کوئی امر مانع نہیں ہے کہ اسمیں وارث بعید بھی شریک نہ ہو یا اسکے لیے بھی کوئی ممانعت نہیں ہے کہ بوجہ درنگ و تاخیر مدعی و بوجہ سازش

اپیل اول بنا راضی ڈگری سبارڈینیٹ جج غازی پور مورخہ ۳ ستمبر سنہ ۱۹۱۹ء ۔

مہاراجہ کنتور پرشاد سنگھ
بنام
شیو پرگاش اوجھا وغیرہ

مدعی وبیوہ یا دیگر ہندو عورتیں جن کے متعلق کوئی اعتراض ہو۔ وارث بعید مقدمہ کی پیروی خود اپنے ہاتھ لیے۔ ڈیر لارڈ شپ نے یہ تجویز کی ہے کہ "بعد وفات ہندو بیوہ بموجب دہرم شاستر وراثت پھر شروع ہوتی ہے اور آخری وارث از قسم ذکور کا قریب ترین وارث مستحق قبضہ ہوتا ہے لیکن بیوہ کی حیات میں یہ حق محض ایک آیندہ حق SPES SUCCESSION ہے اور یہ حق تمام ورثا ما بعد کیلیے مساوی ہوتا ہے اسلیے کہ اس کا کوئی تعین نہیں ہوسکتا کہ بیوہ کی وفات پر قریب ترین وارث کون ہوگا۔ بموجب قانون ہند بیوہ کی حیات میں نالش بغرض استقرار ناجوازی تبنیت بیوہ یا بغرض منسوخی انتقال جائداد ہندو بیوہ دائر کرنے کی اجازت ہے ان دو قسم کے مقدمات کیلیے قانون میعاد سماعت ہند (ایکٹ نمبر ۹) سنہ ۱۹۰۸ء میں جدو مدات مقرر ہیں اُن کی عبارت میں بھی فرق ہے مدہ ۱۱۸ ضمیمہ اول میں یہ شرط نہیں ہے کہ فلاں شخص مجاز نالش ہیں برخلاف اس کے مدہ ۱۴۱ میں وہ شخص جو مجاز نالش ہے جو بوقت ارجاع نالش اگر بیوہ فوت ہو تو مستحق وراثت ہوسکتا ہے اور کُل جائداد پر قابض ہوسکتا ہے۔ لیکن اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ دوسری صورت میں نالش بغرض منفعت شخصی دائر ہوتی ہے کیونکہ اس سے نالشات کی غرض اسقدر ہی ہوتی ہے کہ جائداد نقصان یا زوال سے محفوظ رہے۔ اور یہ غرض کل ورثائے ما بعد قریب ترین یا بعید کیلیے مشترکہ ہے صفحہ ۴۱۲ - ۳۸ مدراس کے آخری حصہ پر ڈیر لارڈ شپ تحریر فرماتے ہیں کہ " عام نقصان جائدادہی کی وجہ ورثا ما بعد کو استحقاق نالش حاصل ہوتا ہے۔

دفعہ ۱۱ ضابطۂ دیوانی کی توضیح نمبر (۶) یہ ہے کہ "جب چند اشخاص نیک نیتی سے کسی حق عام کے یا کسی ایسے حق خاص کے متعلق دعویٰ کریں جبکا اُن کو بشرکت دیگر اشخاص کے دعویٰ ہو تو عام اشخاص جو اس حق میں غرض رکھتے ہوں دفعہ ہذا کے اغراض کے لیے دعویدار بذریعہ اُن اشخاص کے سمجھے جائیں گے جنہوں نے ایسا دعویٰ پیش کیا ہے۔" اس عبارت کو دفعہ ۴۳ قانون دادرسی خاص کے ساتھ اور ڈیر لارڈ شپ پریوی کونسل کے ریمارک متذکرہ بالا کو مد نظر رکھکر اگر پڑھا جائے تو یہ صاف ظاہر ہے کہ دعویٰ حسب مدہ ۱۲۵ قانون میعاد سماعت ہند دعویٰ منجانب وارث عودی قریب ترین ہی ہے۔ اور اگرچہ کہ دیگر ورثا ما بعد کو اُس وارث کے ذریعہ سے کوئی حقوق نہیں ملتے ہیں۔ اس حد تک کہ بوقت وراثت اُن کو کوئی حق ہو تاہم بھی وہ بذریعہ اُس شخص کے جس نے دعویٰ رجوع کیا ہے دعویدار ہیں۔ اور ایک مقدمہ میں پریوی کونسل نے یہ طے کیا ہے کہ محض اسقدر ڈگری دیں کہ مدعی وارث عودی قریب ہے محض بیقاعدہ ہے کیونکہ اسوقت بیوہ زندہ ہے اور ممکن ہے کہ بوقت وفات بیوہ وہ وارث عودی قریب ترین زندہ نہ رہے اور ان ہی وجوہات پر ہماری یہ رائے ہے کہ اسطرح محض یہ قرار دینا کہ بیوہ کا انتقال جائداد کا ذمہ دار وارث عودی نہیں ہوگا۔ اور نہ اسکا وہ پابند ہوسکتا ہے تاوقتیکہ وہ فیصلہ بمقابلۂ دیگر ورثا ما بعد اور فریق ثانی پر پابند نہ ہوا و امر فیصل شدہ کی تاثیر نہ رکھتا ہو۔ یہ مسئلہ نہایت اہم اور ضروری ہے کیونکہ اس صوبہ میں اسطرح کے مقدمات اکثر پیش آتے ہیں لہذا ہماری یہ رائے ہے کہ اس کا تصفیہ جلسۂ کاملہ سے ہو۔ اور ہم مقدمہ عالی جناب میر مجلس صاحب کے سپرد اس غرض سے کرتے ہیں وہ کسی دوسرے میں بغرض تجویز سپرد ہونیکا حکم دیں۔

مہاراجہ کیشور پرشاد
بنام
شیو پرکاش اوجہا وغیرہ

منجانب مرافع ہری ہنس سہائے - منجانب مرافعہ علیہم مسٹر الوالیین بچپائے اور پی ایل بانرجی -

جسٹس بانرجی - مجھکو میرے شریک، فاضل جسٹس ٹوڈبل صاحب کا فیصلہ پڑہنے کا موقعہ ملا اور میں اُس سے متفق ہوں میں اس میں کوئی اضافہ نہیں کرسکتا بجز اس کے کہ اُسکو دوبارہ لکھوں۔

ان فیصلجات کا لحاظ کرتے ہوئے جو ڈیر لارڈشیپ پریوی کونسل نے حال میں صادر کیے ہیں اور جسکا ذکر میرے شریک نے صراحت کے ساتھ اپنے فیصلہ میں کیا ہے، میری یہ رائے ہے کہ جو دعویٰ ایک وارث عودی قریب Reversionary heir نے بغرض تنسیخ انتقال جائداد ہندو بیوہ دائر کرتا ہے وہ منجانب دیگر ورثاء مابعد کے ہوتا ہے - کیونکہ جائداد کی حفاظت تمام ورثاء کی غرض مشترک ہوتی ہے - ایسے مقدمات میں ڈگری کی پابندی نہ صرف اُس وارث پر جس نے دعویٰ دائر کیا ہے اور منتقل الیہ پر ہی ہوتی ہے بلکہ کل ورثاء مابعد اور منتقل الیہ اور اُسکے قائم مقامان کے مقابلہ میں بہی اسکی پابندی ہوسکتی ہے کیونکہ ایک وارث مابعد دوسرے کے ذریعہ سے وارث ہوسکتا ہے بلکہ وہ وارث جو دعویٰ دائر کرتا ہے وہ تمام ورثاء کی جانب سے ہوتا ہے اور توضیح (۶) دفعہ (۱۱) ضابطۂ دیوانی اسپر صادق آتی ہے - مقدمۂ بھگونتا بنام سکہی (۲۲ - الہ آباد صفحہ ۳۳) جلسۂ کاملہ سے صرف یہ طے ہوا ہے کہ ایک وارث مابعد دوسرے کے ذریعہ سے کوئی حق نہیں پاتا ہے اسمیں کوئی شک نہیں کہ اُس مقدمہ کے فیصلہ مصدرہ چیف جسٹس صاحب میں کچھ ایسے ریمارک ہیں کہ جس سے مرافع مستفید ہوسکتا ہے لیکن اسکی پابندی بلحاظ فیصلجات پریوی کونسل نہیں کی جاسکتی ہے - اس مسئلہ پر میرے شریک فاضل نے بحث کی ہے لہذا میں صرف اسقدر لکھنا کافی خیال کرتا ہوں کہ میں اُن سے متفق ہوں - ان حالات میں ہم کو ان مقدمات سے اختلاف کرنا چاہیئے کہ جسمیں اسکے خلاف رائے ظاہر کیگئی ہو اور یہ تجویز کی جاتی ہے کہ مرافع کو کوئی حق نہیں ہے فیصلۂ سابق کے صحیح ہونیکے متعلق یہاں کوئی اعتراض کرے اور رہن بغرض ضرورت جائز ہونا ظاہر کرے۔

میری ذاتی رائے یہ ہے کہ جو بیع کشن پرشاد کی جانب سے عمل میں آئی ہے وہ صرف بیوہ کے حقوق در جائداد شوہری کے ہیں - جسطرح کہ قبل بیع ورثاء مابعد کے مقدمہ میں اسکا تصفیہ کیا گیا ہے - کوئی شک نہیں کہ جائداد کو حصۂ شوہری بیوہ تبلایا گیا ہے لیکن چونکہ قبل بیع بمقابلہ کشن پرشاد اور ورثاء مابعد یہ فیصل ہوگیا ہے کہ رہن بیوہ اسکی حیات تک ہی ہوسکتا ہے - اور چونکہ بعد صادر ہونے ڈگری کے جائداد بتعمیل رہن فروخت کی جارہی ہے تو یہ صاف ہے - مرتہن نے صرف بیوہ کے حقوق جنین جیاتی ہی فروخت کرائے ہیں - اگر یہ رائے صحیح ہو تو بوقت نیلام جو حقوق کہ خریدار نے خریدے تھے وہ خود بخود بیوہ کی وفات کے ساتھ ہی زائل ہوگئے اور اب مرافع کو اس جائداد میں کوئی حق باقی ہی نہیں ہے - ہر حالت میں مرافعہ متعلق جائداد متنازعہ زمینداری قابل اخراج ہے - اور اراضی باغات کے متعلق یہ غیر ممکن ہے کہ ہم یہ تجویز کریں کہ اس سے دفعہ ۹۷ اگرہ ٹننسی ایکٹ کسی طرح متعلق ہوسکتا ہے - لہذا یہ مرافعہ خارج کیا جاتا ہے۔

مہاراجہ کیشو پرشاد بنام شیو پرگاش اوجھا وغیرہ

جسٹس ٹوڈبل - یہ اپیل اس مقدمہ میں پیش ہے جو سہ مدعیان مرافعہ علیہم نے ورثا رمابعد رام منوہر اوجھا کے بغرض دخلیابی جائداد بمقابلہ دیگر اشخاص کے جن کو مسماۃ اودھا کنور بیوہ رام منوہر اوجھا نے جائداد انتقال کی ہے یا جنہوں نے بیوہ کی وفات کے بعد اسپر قبضہ حاصل کیا ہے۔

مدعی علیہم نے جائداد کے متعلق جو اُن کے قبضہ میں تھی علحدہ اپیل کیے ہیں اپیل ۳۹ ہم بابتہ سنہ ۱۹۱۶ع کا تصفیہ ہوا ہے اور وہ بلاخرچہ خارج کیا گیا ہے۔

مرافع مقدمہ ہذا مالک راج دمراون ہے۔ دیگر مرافع مسماۃ دہنشنا کنور بیوہ بابو کشن پرشاد عرف کشن رام ہے۔ بابو رام منوہر اوجھا کا انتقال سنہ ۱۸۵۶ع میں ہوا اور اس نے تین لاولد بیوہ کو اپنا وارث چھوڑکر انتقال کیا۔ ان میں سے دو بیوگان کا انتقال ہوگیا اور مسماۃ اودھا کنور ہی مالک کامل وقابض جائداد شوہر ہوئی۔ جائداد زمینداری چہار مواضعات کی ہتی منجملہ اسکے حصہ ۲ ر ۸ ہر بمو ضع پنچرو کیا ایک اراضی باغ نمبری ۵۲۶ موقوعہ موضع بالی ہار اور چند معافی اور دوامی اراضیات اور ایک اراضی موقوعہ ضلع آرہ بھی ہیں۔

زمینداری دریا برد و دریا برار کے تابع تھی اور وہ دائمی دہارہ بندوبست پر لگیگی تھی۔ بعد قابض ہونے جائداد کے معلوم ہوتا ہے کہ بیوہ نے جائداد کو منتقل کرنا شروع کیا۔ اور اسکے شوہر کے ورثا رمابعد نے اسکے متعلق سنہ ۱۸۸۳ع کو نالشات دائر کیے جس سے ہمکو اس واقعہ میں کوئی تعلق نہیں ہے اُسکے ذمہ بقایائے مالگزاری سرکار نکالا گیا اور چونکہ راجہ دمراون اُسکے شریک تھے اور سرکار کو وہ مشترکا ذمہ دار ادائی مالگزاری تھے۔ لہذا بقایا ان سے وصول کیا گیا۔ ۱۰ مئی سنہ ۱۸۹۳ع کو اس نے عدالت مال میں بیوہ کے مقابلہ میں دعویٰ بغرض وصول رقم اداشدہ دائر کیا اور اسکو ۲۹ جنوری سنہ ۱۸۹۴ع کو زر نقد کی ڈگری بقدر مبلغ (صما صہ ر) دیگئی۔ اس ڈگری کی تعمیل میں حصہ جائداد قرق کیا گیا اور بغرض نیلام مشتہر ہوگیا تھا مسمی دہنسائی اوجہا وارث عودی قریب ترین نے بغرض تحفظ جائداد کلکٹر کو درخواست دی کہ اگر بارہ سالہ پٹہ سے حصہ جائداد اُسکو دیا جائے تو بقایا رقم اداشدنی دیدیگا اور نیز ضمانت بھی دیگا۔ کلکٹر نے اسکو پسند کیا لیکن مسماۃ اودھا کنوری نے رضامندی نہیں دی چنانچہ ۲۵ ڈسمبر سنہ ۱۸۹۱ع کو اس نے مسمی کشن پرشاد سے مبلغ الـــہزار قرض لیے اور جائداد اس کے پاس رہن رکھی اس رقم کے منجملہ مبلغ صماص ادائی ڈگری راجہ میں دیے گئے کوئی وجہ یا ثبوت موجود نہیں ہے کہ جس سے یہ پتہ چل سکے۔ بقیہ رقم کے متعلق بھی کوئی ضرورت جائز یا شاستری نہیں۔ چونکہ یہ قرضہ ادا نہیں کیا گیا اس لیے کشن پرشاد نے دعویٰ دائر کیا اور بربنائے رہن ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۰۲ع ڈگری حاصل کی فوراً ہی دہنسائی اوجہا وارث عودی قریب ترین نے دعویٰ بغرض استقرار اس امر کے کہ انتقال بیوہ بلا وجہ ضرورت جائز کے کیا گیا ہے اور نہ انتقال یا جائداد ڈگری جو اس کے مطابق کشن پرشاد نے حاصل کی ہے کسی طرح وہ جائداد پر بیوہ کی حیات کے بعد موثر نہیں ہوسکتی ہے اور

مہاراجہ کمیشور پرشاد سنگھ بنام

نہ کل ورثاء مابعد اس کے پابند ہو سکتے ہیں۔

۲۱ جون سنہ ۱۹۰۴ء کو بحق دھنسائی او جہا اس امر کی ڈکری بخلاف بیوہ اور کشن پرشاد صادر کیگئی۔ ۲۶ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء کو جائداد ذریعہ نیلام بہ تعمیل ڈکری رہن فروخت کر دیگئی جسکو خود کشن پرشاد نے خرید لیا۔ اور وہ قابض بھی ہوگیا۔ اراضی باغات نمبری ۵۲۶ موقوعہ موضع بالی ہار اس جائداد میں شامل نہیں تھی اور موضع میں واقع تھی جسکا راجہ دمردان زمیندار تھا۔ اسکے بعد کشن پرشاد بھی ادائی مالگزاری سے قاصر رہا۔ اور حسب ابق بقایا راجہ دمردان سے وصول کیا گیا جسکے متعلق دعوی کیا گیا اور ڈکری حاصل کیگئی جس کی تعمیل میں ۴/۳ حصہ نیچر دکیا قرق کیا گیا اور جو بذریعہ نیلام فروخت کیا گیا اور جس کو راجہ دمردان نے خود سنہ ۱۹۱۲ء میں خرید لیا مسماۃ اودھا کنور نے ۹ سپٹمبر سنہ ۱۹۱۴ء کو انتقال کیا جسکے بعد راجہ دمردان نے اراضی باغات نمبری ۵۲۶ موقوعہ موضع بالی ہار پر قبضہ ناجائز حاصل کر لیا مقدمہ ہذا سنہ ۱۹۱۶ء ہر سہ مرافعہ علیہم نے جو بعد فوت ہونے بیوہ کے وارث جائداد ہیں دائر کیا۔ ہر دو مدعا علیہم کی جانب سے بہت سے عذرات کیے گئے لیکن اس اپیل اور اپیل متعلقہ میں ہم کو صرف ہر دو عذرات ذیل پر غور کرنا ہے۔

(۱) ہر دو مدعا علیہم نے یہ عذر کیا ہے انتقال بغرض ضرورت جائز عمل میں لایا گیا تھا اسلیے جائداد پر اسکی پابندی لازمی ہے۔

(۲) اراضی باغات کے نمبری ۵۲۶ کی نسبت راجہ دمردان نے یہ جوابدہی کی کہ وہ موضع بلی ہار کا زمیندار ہے اور اراضی باغات بموجب آگرہ ٹننسی ایکٹ (کاشت) Holding کیلیے ہے اور بیوہ کی وفات سے اسکا قبضہ مخالفانہ اسیر ہے اور اسکی دخلیابی دفعہ (۷۹) آگرہ ٹننسی ایکٹ کے مطابق ہی نالش ہو سکتی ہے جس کے لیے میعاد مقررہ صرف (۹) ماہ ہے اور دعوی عدالت دیوانی کے قابل سماعت نہیں ہے اور یہ کہ بوجہ اسکے کہ سنہ ۱۹۱۶ء میں رجوع کیا گیا ہے بیرون میعاد ہے۔

عدالت ابتدائی نے ان دونوں عذرات کا تصفیہ مفید مدعی کیا اور اراضی باغات نمبری ۵۲۶ کے قبضہ کی اور حصہ موضع نیچر کیا مع واصلات مبلغ (...) کی ڈکری بمقابلہ مہاراجہ کیشو پرشاد سنگھ اور دیگر جائداد کے متعلق ڈکری بمقابلہ مسماۃ مہاراجہ جہانہ کنور بیوہ کشن پرشاد بحق مدعی صادر کی بصیغہ مرافعہ ان ہر دو تجویزات پر اعتراض کیا گیا ہے۔ عذر اول ہر دو اپیل سے متعلق ہے اور عذر دوم اپیل نمبر ۱۷ سنہ ۱۹۱۹ء سے تعلق رکھتا ہے اور کسی عذر پر ہمارے توجہ نہیں دلائی گئی ہے۔ عذر اول یعنی نسبت ضرورت جائز منجانب مرافعہ علیہم یہ عذر کیا جاتا ہے فیصلہ و ڈکری مورخہ ۲۱ جون سنہ ۱۹۰۴ء جو بحق دھنیا بمقابلہ بیوہ اور کشن پرشاد صادر ہوا تھا اسکی پابندی فریقین پر ہے اور عدالت ہذا اسکے خلاف کوئی تجویز صادر نہیں کر سکتی۔ اور چونکہ اس فیصلہ میں یہ تجویز ہوئی تھی کہ منتقلی جائداد بحق کشن پرشاد کا کوئی اثر بیوہ کی وفات کے بعد جائداد پر نہیں پڑیگا اسلیے ورثاء مابعد اب مستحق قبضہ و دخل جائداد ہیں۔

یہ اپیل اس ہائیکورٹ کے اس اجلاس پر پیش ہوئی کہ جس کے سہ ارکان کی یہ رائے ہونے سے کہ فیصلہ بمقدمہ چھید و سنگھ بنام درگا دیوی (۲۲۔ الہ آباد صفحہ ۳۸۲) بوجہ فیصلجات پریوی کونسل بمقدمہ وینکٹ نارائن پلی بنام سُبا اَل و جانکی آمل بنام

مہاراجہ کیشو پرشاد سنگھ بنام

نارائن سوامی ایر صحیح فیصلہ مبنی بر اصول قانون نہیں ہے۔ یہ اپیل بغرض تصفیہ جلسہ کاملہ میں سپرد کیا گیا۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ فیصلہ مقدمہ چھدی سنگھ بنام درگا دیوی سفید مرافعان اور خلاف مرافعہ علیہم ہے اُس مقدمہ میں بالو سنگھ مالک آخر تھا اسکی بیوہ کے حیات میں اس کے چند بھائی اور بھتیجہ نے ایک دعویٰ بغرض تنسیخ انتقال جائداد دائر کیا کہ وہ بلا ضرورت جائز وضروری عمل میں لائے گئے ہیں۔ یہ تجویز کیگئی کہ چند جائز ہیں اور چند ناجائز بعد وفات بیوہ چند بھتیجوں نے جو اصلی وارث مابعد تھے اور جو سابق کی کارروائی میں فریق نہیں تھے ان جائداد کے متعلق دخلیابی کی نالش دائر کی جس کے متعلق یہ تصفیہ ہوچکا تھا کہ وہ بغرض جائز وضروری منتقل کیے گئے ہیں۔ عدالت ہذا سے یہ فیصلہ ہوا کہ فیصلجات سابق سے امر فیصل شدہ عارض نہیں ہوتا ہے اور نہ اسکے مدعیان پابند ہیں۔ یہ فیصلہ اس فیصلہ پر مبنی ہے جو اس ہائیکورٹ سے جلسہ کاملہ سے بمقابلہ بھگونتا بنام سکھی (۲۲۔ الہ آباد ۳۳) صادر کیا ہے جسمیں یہ تجویز کیگئی ہے کہ جب متعدد وارث مابعد موجود ہوں جو یکے بعد دیگرے مستحق وراثت جائداد ہندو بیوہ ہیں ان میں کوئی ایک اپنی حقیت کو دوسرے ذریعہ سے حاصل نہیں کر سکتا اگرچیکہ دوسرا اُسکا باپ ہو لیکن اسکو حق وراثت آخری مالک کامل سے حاصل ہوتی ہے ڈیر لارڈ ڈلیشپ پریوی کونسل کے چند ریمارک پر استدلال کیا جارہا ہے جو مقدمہ جمنا داسی بنام بابا سندری داسی ۳۔ الہ آباد اپیل صفحہ ۱۵۰) جسکی وجہ سے ڈیر لارڈ ڈلیشپ کی رائے ظاہر ہوتی ہے کہ ایسے مقدمات میں فیصلہ سابق امر فیصل شدہ نہیں ہوتا ہے ہم یہاں پر یہ بیان کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ مقدمہ بھگونتا بنام سکھی کی اس تجویز کے متعلق ہم کو کوئی اعتراض نہیں ہے کہ وارث مابعد جو بعد وفات بیوہ جائداد پر قابض ہوتا ہے آخری مالک کامل سے اُسکو وراثت ملتی ہے اور نہ کہ وارث مابعد درمیانی سے وراثت حاصل ہوتی ہے لیکن ہم فیصلہ مقدمہ چھدی سنگھ بنام درگا دیوی سے بالکل متفق نہیں ہیں فیصلہ سابق کوئی بغرض تصفیہ مقدمہ ہذا کافی نہیں ہے اگرچیکہ دفعہ ۴۳ قانون دادرسی کیساتھ ملانے پر وہ کافی معلوم ہوتا ہے۔ ڈیر لارڈ ڈلیشپ پریوی کونسل نے کسی مقدمہ متذکرہ یعنی مقدمہ جمنا داسی بنام بابا سندری داسی یا اسری دت کنور بنام ہنس بنسی کنور میں اس کا تصفیہ نہیں کیا ہے مقدمہ اول میں صرف شبہ ظاہر کیا ہے نہ کوئی رائے قائم کی ہے اور مقدمہ ثانی میں یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ ڈیر لارڈ ڈلیشپ نے یہ طے کیا ہے۔ یہ فیصلہ سابق امر فیصل شدہ نہیں ہوتا ہے اور وہ کسی طرح جدید درنا دعودی پر پابند نہیں ہوگا۔ ڈیر لارڈ ڈلیشپ کے روبرو یہ بحث کی گئی تھی کہ وہ اپنا اختیار تمیزی استعمال کریں اور اسوجہ سے وارث مابعد کے استقرار حقیت کو نامنظور کریں۔ کیونکہ یہ نہایت مشکل اور اہم جز و مقدمہ ہے جسکے تصفیہ کیلیے اخراجات اور وقت صرف ہوں گے اور باوجود اس کے اُسکی پابندی اصلی وارث مابعد پر نہ ہوگی۔ ڈیر لارڈ ڈلیشپ نے تجویز کی کہ مقدمہ سے یہ بحث متعلق نہیں ہو سکتی۔ اور تجویز کی کہ "یہ معمولی طور سے سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ فیصلہ بے سود ہوگا کیونکہ نوعیت مسئلہ قانونی فیصل شدہ ایسی ہے کہ اسکا فیصلہ اگرچیکہ مابین بیوہ اور دوسرے وارث مابعد امر فیصل شدہ نہ ہو لیکن وہ ایک ایسی مضبوط اور حاوی نظیر ہوگی کہ جس کے متعلق کسی فریق کو اعتراض نہیں ہو سکتا" معلوم یہ ہوتا ہے کہ اُس

چہار واڑہ کیشور پرشاد بنام

جز فیصلہ پر اس ہائیکورٹ کے بنچ نے زیادہ توجہ دی جسپر نوٹ کیا گیا ہے ہم متفق نہیں ہیں کہ ڈیر لارڈشپ کا منشا یہ تھا یا انھوں نے اس سے زیادہ کچھ کہا کہ اگرچیکہ یہ فیصلہ امر فیصلشدہ نہیں ہے لیکن ایسا فیصلہ ہے جس کے متعلق فریقین کوئی اعتراض نہیں کر سکتے انھوں نے کسی جگہ اپنی یہ صاف رائے ظاہر نہیں کی ہے کہ وہ مابین بیوہ اور جدید وارث مابعد امر فیصلشدہ نہیں ہوتا ہے بمقدمہ چہدانگہ بنام درگا دیوی اسپر کوئی غور نہیں کیا گیا کہ ان مقدمات میں کس حیثیت سے وارث مابعد دعویٰ رجوع کرتا ہے اور اس کی کیا حیثیت ہوتی ہے۔ چہار اقسام کے نالشات ہیں جو قریب ترین وارث مابعد بمقابلہ بیوہ یا دیگر لوگوں کے دائر کر سکتا ہے۔

(۱) بغرض استقرار اس امر کا وہ وارث عودی قریب ترین ہے۔

(۲) بغرض استقرار ناجوازیت تبنیت بیوہ۔

(۳) بغرض تنسیخ انتقال جائداد اور اس استقرار اس امر کا کہ اسکی پابندی ورثا مابعد پر نہیں ہے اور وہ بیوہ کے جین حیاتی ہیں۔

(۴) بغرض ممانعت بیوہ وحفاظت جائداد از نقصان وغیرہ۔

پہلی قسم کے مقدمات ذاتی اور شخصی حیثیت سے دائر کیے جا سکتے ہیں اور اس امر کا استقرار ہمیشہ انکار کیا گیا ہے کیونکہ اسکا کوئی تعین نہیں ہو سکتا ہے یہی شخص بوقت وراثت وارث مابعد مستحق ہوگا۔

دوسرے قسم کے مقدمات کے متعلق یہ تجویز کیگئی ہے (ملاحظہ ہو مقدمہ چرور لو پونجا بنام چرور لو ہیراجو. ۲۶ مدراس صفحہ ۳۹ کہ وارث عودی قریب ترین ہے وہ بحیثیت نمایندہ دیگر ورثا کے ہے بشرطیکہ مقدمہ عمدگی سے چلایا جائے اور اس اصول کے مطابق ایک وارث بعید کو خاص حالات میں تنسیخ تبنیت کی نالش کی اجازت دیجاتی ہے اور اس کی غرض و غایت صرف اسقدر ہوتی ہے کہ ان اشخاص کے حقوق کی حفاظت کی جائے جو آخر کار وارث جائداد خیال کیے جائیں۔ بمقدمہ ونکیٹ نارائن پلی بنام سبھا امل ڈیر لارڈشپ پریوی کونسل نے مدراس ہائی کورٹ سے اتفاق کیا ہے کہ وارث مابعد کی نالش بحیثیت قائم مقام دیگر ورثا کے ہوتی ہے ان مقدمات میں یہ طے ہو چکا ہے کہ پابندی اصلی وارث عودی پر ازخود یا اُس کے منتقل الیہ پر عائد ہوتی ہے اور وہ اس کے ذمہ دار ہیں۔

تیسرے قسم کے مقدمات میں مدراس ہائی کورٹ نے سابق میں تفریق کی تھی لیکن بمقدمہ چیلیا گنڈلا دیر بنام مادلا گوپال واسیا جلسۂ کاملہ نے بلحاظ فیصلہ جات پریوی کونسل بمقدمہ ونکیٹ نارائن پلی بنام سبھا امل و جانکی امل بنام نارائن سامی ایر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایسے قسم کے نالشات میں بھی وارث عودی کی حیثیت قائم مقام کی ہوتی ہے اور اس کا دعویٰ منجانب کل ورثا کے ہوتا ہے اور ایسے مقدمات کی خاص غرض یہ ہوتی ہے کہ اس شخص یا اشخاص کے حقوق کی حفاظت کی جاوے جو بالآخر وارث ہوگا

راجہ شیشو پرشاد سنگھ بنام

اوران دونوں قسم کی نالشات میں مدعی کی حیثیت یکساں ہوتی ہے ۔

اسی طرح چھوٹے قسم کی نالشات میں بھی مدعی کی حیثیت نائبانہ ہوتی ہے اور دعویٰ اس غرض سے کیا جاتا ہے کہ جائداد فضول خرچی اور خرابی سے بچائی جائے اور وارث مابعد یا اصلی کے حقوق کی حفاظت کی جاوے ۔ بمقدمہ وینکٹ نارائن پلی بنام سُبا آمل ویر لارڈ لیشب نے حسب ذیل ریمارک کیے ہیں ۔

قانون ہند اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ بیوہ کی زندگی میں وارث مابعد بغرض تنسیخ تبنیت یا بغرض تنسیخ انتقال جائداد و تحفظ حقوق خود اسکے مقابلہ میں دعویٰ رجوع کرنیکا مجاز ہے ۔

اسکے بعد انھوں نے مدات ۱۱۸ و ۱۲۵ ضمیمہ اول قانون میعاد سماعت میں فرق تبلا کر یہ تجویز کی ہے " کہ عبارت مدہ ۱۲۵ سے یہ منشا نہیں ہے ۔ دعویٰ وارث مابعد ذاتی یا شخصی اغراض کے لیے ہے لیکن اسکی غرض صرف اسقدر ہے کہ عام حقوق کی حفاظت کی جائے خواہ وہ حقوق وارث مابعد قریب ترین کے ہوں یا بعید کے ہوں ۔

بعد ازاں ان ہر دو نالشات کے تفاوت بتلا کر وہ ریمارک کرتے ہیں کہ " ہر لیکن ہر دو مقدمات میں استحقاق نالش اسپر مبنی ہے کہ جائداد اس خطرہ سے بچائی جائے جو تمام ورثاء مابعد قریب یا بعید کیلیے مساوی یکساں ہے اور حقوق تمام ورثاء محفوظ کی جانب .... اگرچیکہ دونوں مقدمات کی نوعیت میں تفاوت ہے لیکن دونوں مقدمات میں مدعی کی حیثیت اگر غور سے دیکھا جائے تو مساوی ہے ۔" ہم اس امر کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے کہ اس مقدمہ میں جو مسئلہ فیصل طلب تھا وہ یہ تھا کہ آیا جدید وارث مابعد بعد وفات وارث مابعد اولیٰ مقدمہ جو اس نے دائر کیا ہو چلا سکتا ہے یا نہیں اور آیا وہ پیروی کا مجاز ہے لیکن ویر لارڈ لیشب پریوی کونسل نے صاف طور سے ظاہر کر دیا ہے کہ بلا لحاظ اسکے کہ وارث جدید مابعد وارث مابعد اول کا قایم مقام قانونی ہے یہ امر باقی رہتا ہے کہ مابین ان کے مساوات و یگانگت باقی رہتے ہیں جو تمام ورثاء کیلیے مساوی اور یکساں ہیں اور ہر ایک وارث مابعد قریب یا بعید کی غرض مشترک ہوتی ہے اور حفاظت جائداد ہی اسکا مقصد ہوتا ہے ۔

بمقدمہ جانکی آمل بنام نارائن سامی ایر ایک وارث مابعد نے بمقابلہ ایک ہندو بیوہ کے نالش دائر کی تھی بیوہ جائداد کی خرابی و بربادی سے منع کی جائے یہہ بھی استدعا کیگئی تھی کہ بصوابدید عدالت مدعی دیگر امور کے متعلق بھی ڈگری صادر کیجائے عدالت ہند نے یہ تصفیہ کیا کہ خرابی جائداد ثابت نہیں کیگئی ہے ۔ پریوی کونسل میں یہ بحث کیگئی کہ وہ اس کا مستحق ہے اس کو وارث مابعد قریب قرار دیا جائے کیونکہ اس کی اس حیثیت سے بھی انکار کیا گیا ہے ۔

یہ تجویز کیگئی کہ حالات مقدمہ کے لحاظ سے کیونکہ اُس نے خرابی و بربادی جائداد ثابت نہیں کی ہے ۔ کوئی ڈگری استقرار یہ نہیں دی جاسکتی ۔ دعویٰ استقراریہ محض ایک شخصی ذاتی حق پر مبنی تھا لیکن دعویٰ امتناعی منجانب تمام ورثاء کے بحیثیت قایم مقام کے

مہاراج کمار شیو پرشاد سنگھ
بنام
شیو پرگاش اوجھا وغیرہ

دائر کیا گیا ہے۔

لہذا مقدمۂ ہذا میں بغرض دفعہ ۱۱ ضابطۂ دیوانی یہ خیال کرنا چاہیئے کہ مدعی مقدمۂ ہذا نے بہ حیثیت قائم مقام دھنیا اوجھا دعویٰ کیا ہے اور اسکا بھی خیال رکھا جائے اسکی یہ حیثیت صرف دفعہ ۱۱ کی حد تک ہی ہے اور جس میں مقدمۂ بھگونتا بنام سکھی سے کوئی اختلاف نہیں کیا گیا ہے جسمیں یہ طے کیا گیا کہ اصل وارث مابعد کو وراثت اصل مالک از قسم ذکور سے حاصل ہوتی ہے۔ صرف ان ہی حالات میں اور اسی صورت میں جب وارث مابعد بحیثیت قائم مقام دیگر ورثائے جن کے حقوق مساوی یا یکساں ہیں اور جنکی غرض مشترک ہو دعوےٰ دائر کرتا ہے تو توضیح (۶) دفعہ ۱۱ ضابطۂ دیوانی متعلق ہے بہ لحاظ فیصلہ جات پریوی کونسل اور بہ لحاظ نوعیت مقدمہ و حیثیت مدعیان نتیجہ قانونی جو عدالت کو لازمی طور سے نکالنا ہوگا وہ یہ ہے کہ فیصلۂ سابق جو کسی طرح ہو اسکی پابندی اصل وارث مابعد اور منتقل الیہ پر بعد وفات بیوہ ہوتی ہے بشرطیکہ مقدمہ کی پیروی باضابطہ اور عمدہ طور سے فریقین کی جانب سے کیگئی ہو۔ ہماری توجہ اُس فیصلہ کیطرف دلائی گئی جو بہ مقدمۂ درباری لال بنام گوبند رام (۳۴۔ الہ آباد صفحہ ۵۵۸) بتقلید فیصلہ جیدو سنگھ بنام درگا دیوی صادر ہوا ہے۔ یہ فیصلہ قابل تقلید نہیں ہے اسوقت پریوی کونسل کے اُن فیصلجات پر جنکا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے حکام کی توجہ نہیں دلائی گئی ہے۔ یہ امر قابل نوٹ ہے کہ علاقہ بمبئی میں تو حیثیت قائم مقامی وارث مابعد کی تسلیم کیگئی ہے۔ اپیلانٹ نے نیلام میں کشن پرشاد نے اپنی ڈگری کی تعمیل میں نیلام کرادیا تھا۔ بلحاظ فیصلہ ۲۱ جون سنہ ۱۹۰۴ء کشن پرشاد کے حقوق بیوہ مسماۃ اودھا کنوری کی وفات کے ساتھ ہی ختم ہوجاتے ہیں اور مدعیان مستحق ہیں کہ انکو قبضہ و دخل دلایا جائے۔

اب صرف اراضی باغات نمبری ۵۲۶ کا سوال باقی رہتا ہے۔ اس کے متعلق مرافع کی یہ حجت ہے کہ اسکی دخلیابی کی نالش عدالت مال میں ہونی چاہیئے اور وہ بھی اندرون چھ ماہ دائر ہونی چاہیئے۔ کیونکہ بیوہ کی وفات سے ہی مرافع اسپر قابض ہے اسکا بیان ہے کہ وہ زمیندار ہیں اور مدعیان اسکے اسامی ہیں جن کو اُس نے ناجائز طور سے بیدخل کردیا ہے۔ ہم کو یہ بتلایا گیا جسطرح کہ جمعبندی کے کاغذات سے پتہ چلتا ہے کہ مالک اراضی باغات نصف پیداوار بطور کرایہ یا لگان کے زمیندار کو ادا کرتا تھا۔ اور یہ امر مسلمہ ہے کہ رام موہن اوجھا اور اسکی بیوہ صرف اراضی باغات کے قابض تھے وہ زمیندار موضع نہ تھے اور یہ زمین زمیندار نے اُن کو بغرض کاشت باغات بشرط ادائی نصف پیداوار دی تھی۔

بمقدمہ حبیب اللہ بنام کلیان داس (۱۲۳۔ الہ آباد لا جرنل صفحہ ۱۰۸۰) کل فیصلجات نسبت حیثیت قانون باغبان پر جسٹس سندر لال نے بحث کرکے یہ بتلایا ہے کہ کل فیصلجات عدالتی اور صیغہ مال کا ماحصل یہ ہے کہ وہ اراضی جو بغرض باغات لی جاتی ہے وہ بغرض کاشت نہیں سمجھی جائے گی۔ ہم اس فیصلہ سے اختلاف نہیں کرنا چاہتے ہیں اور ایک طے شدہ مسئلہ کو پھر تازہ کرنا نہیں چاہتے ہیں۔ دفعہ ۷۹ آگرہ ٹیننسی ایکٹ کے بموجب کاشتکار کو حق حاصل ہے کہ بمقابلہ قابض ناجائز کے

مہاراجہ کیشو پرشاد سنگھ
بنام
شیو برگاش اوجھا وغیرہ

وہ بغرض قبضہ اور ہرجہ اندرون چھ ماہ نالش دائر کر سکتا ہے اور نہ اراضی باغات کسی حالت میں زمین کاشت نہیں ہوسکتی ہے۔ اسلیے یہ دفعہ متعلق نہیں ہے۔ مدعی عدالت دیوانی میں چارہ کار اختیار کر سکتا ہے اور اسکے لیے اسکی میعاد بارہ سالہ مقرر ہے مقدمہ صحیح طور پر اور اندرون میعاد عدالت دیوانی میں دائر کیا ہے۔ بالآخر نتیجہ یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ مرافعہ نامنظور اور مع خرچہ غیر معمولی خارج ہو۔

جسٹس سلیمان صاحب۔ مجھے اتفاق ہے اس مقدمہ میں جسطرح کہ مسئلہ امر فیصلشدہ کی بحث پیش ہے اسطرح کسی مقدمہ میں ڈیر لارڈشپ پریوی کونسل کے روبرو یہ بحث نہ تھی۔ دو قسم کے نالشات میں ایسے فیصلہ موجود ہیں جو باعث اختلاف آراء ہائیکورٹہائے ہند ہوئے ہیں۔ مقدمات تنسیخ تبنیت کے فیصلجات میں ایسے ریمارک موجود ہیں کہ جس سے عدالت نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ دوسرے ورثاء مابعد بھی اس سے پابند ہوسکتے ہیں۔ بمقدمہ جمنا داسی بنام بابا سندری داسی ڈیر لارڈشپ نے نوعیت مقدمہ پر جس میں ایک وارث مابعد نے آئندہ حقوق کی بناء پر ایک شخص قابض کے حقوق کو زائل کرنیکی غرض سے دعویٰ دائر کیا تھا بہت زور دیا ہے بمقدمہ بھندرناتھ ٹاجی بنام جوگندر ناتھ بانرجی (۲۴ امورس انڈین اپیل صفحہ ۶۷) یہ بتلایا گیا کہ کسقدر ناانصافی ہوگی۔ اگر مدت دراز کے بعد ایک شخص کو جو ذریعہ متبنیٰ خاندان میں لایا گیا اور جس سے خاندان میں حقوق پیدا کیے اس کو اس حقیت سے باز رکھا جائے۔

بمقدمہ جگد مبا چودھرانی بنام دکھنا موہن رائے (۱۳۔ انڈین اپیل صفحہ ۸۴) اس امر پر توجہ دلائی گئی کہ تبنیت کے نازک اور اہم مسئلہ کے متعلق بہت جلد تصفیہ ہونا چاہیئے اور میعاد کا بھی لحاظ لازمی ہے۔ بمقدمہ برج کشور داسی بنام سری ناتھ داسی (۹ ویکلی رپورٹر صفحہ ۴۶۳) سر بارنس پیکاک صاحب نے یہ خیال تھا کہ "پریوی کونسل نے بمقدمہ رانی سورن مئی بنام مہاراجہ ششی چندر رائے یہ فیصلہ کیا ہے کہ فیصلجات وارث مابعد پر پابند ہیں لیکن اس مقدمہ میں اسطرح کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا ہے۔ برخلاف اس کے چند ریمارک ایسے ہیں کہ جس سے اس کے خلاف نتیجہ نکالا جاسکتا ہے بمقدمہ درگا پرشاد سنگھ بنام درگا کنوری (۵ انڈین اپیل صفحہ ۱۴۹) ڈیر لارڈشپ پریوی کونسل کی یہ رائے ہے کہ "یہ فیصلہ اس کے حق میں قطعی نہیں ہوسکتا کیونکہ مدعی بیوہ کی حیات میں ہی فوت ہوجائے اور جائداد اسکو نہ ملے۔" بمقدمہ اسری دت بنام ہنس دتی کنورن سر ارتھر ہابہاؤس نے اختیار تمیزی استعمال کرنے سے انکار کرتے ہوئے یہ تجویز صادر کی ہے کہ "یہ آسانی سے سمجھ میں نہیں آسکتا کہ فیصلہ مقدمہ ہذا بے سود ہوگا کیونکہ مسئلہ قانونی اسی نوعیت کا ہے جسکا فیصلہ گو بطور امر فیصلشدہ کے مابین بیوہ اور جدید وارث عودی کے پابند ہوگا۔ اس مسئلہ پر اسقدر قوی ہوگا کہ کسی فریق کو اس کے متعلق اعتراضات کرنیکی ہمت نہ ہوگی۔" آخری ریمارک مسٹر سٹرخی چیف جسٹس صاحب نے بمقدمہ بھگونتا بنام سکھی کی ہے کہ ڈیر لارڈشپ کے پریوی کونسل کی یہ رائے ہے ایسے فیصلہ دوسرے

مہاراجہ گجہ شیو پرشاد
بنام
شیو پرگاش وجہا

ورثاء مابعد پر پابند نہیں ہوتے ہیں اور امر فیصلت شدہ نہیں ہوتا ہے۔ اور اس رائے کی تائید بمقدمہ چھبو سنگہ بنام درگا دیوی و مقدمہ دربار ی لال بنام گوبند رام کیگئی ہے۔ یہ ان مختلف نتائج کیوجہ سے عدالتی فیصلہ میں اختلافات پیدا ہوئے ہیں جو عمدگی سے بمقدمہ چیدالو یونما بنام چیدالو پیرا جو صفحہ ۱۴۴ پر تبلائے گئے ہیں ہماری رائے کا نتیجہ یہ ہے کہ بوجہ فیصلجات پریوی کونسل ہم ممنوع ہیں۔ بمقدمات تنسیخ انتقال جائداد بیوہ ہم وارث عودی کو قائم مقام دیگر ورثاء خیال کریں۔ برخلاف اسکے مقدمات تنسیخ تبنیت میں اصول اہم کو تجویز کرنی چاہیئے کہ ایک وارث مابعد بہ حیثیت قائم مقام و دیگر ورثاء مابعد کے دعویٰ رجوع کرتا ہے اور اسکی حیثیت نائبانہ ہے بشرطیکہ مقدمہ کی پیروی اچھی کیگئی ہو۔ اس تفریق کی بنا یہ ہے کہ تنسیخ تبنیت کے مقدمات میں وارث مابعد کی حیثیت نائبانہ تصور کیجاتی ہے اور مقدمات تنسیخ انتقال جائداد وارث مابعد کی حیثیت نائبانہ نہیں خیال کی جاتی۔ اس تفریق کا لازمی نتیجہ ہوا کہ مقدمات تنسیخ انتقال جائداد میں اگر مدعی فوت ہو جائے تو استحقاق نالش باقی نہیں رہتا ہے اسلیے مقدمہ خود بخود خارج ہو جاتا ہے ملاحظہ ہو مقدمہ لکھانی انگل راؤ صاحب بنام بھوانی نوری صاحب (۲۷ مدراس صفحہ ۵۸۸)

ان اختلافات کو اور اس مسئلہ کو ڈیرلا رڈ شپ پریوی کونسل نے بمقدمہ دنیکٹ نارائن پلی بنام سُبا آمل دور کر دیا ہے اور اس امر پر زور دیا ہے کہ نالش تنسیخ انتقال جائداد منجانب وارث مابعد بھی ایک نالش بہ حیثیت قائم مقام سمجھی جائیگی۔ وہ نالش عام ورثاء کی جانب سے دائر ہونا خیال کیجائیگی جس فعل کی نسبت شکایت ہے وہ تمام ورثاء کیلیے مساوی ہے اور جو حقوق اور استدعا اس میں بتلائے گئے ہیں وہ تمام ورثاء کے ایک ہی ہیں اور اس میں ایک امر صاف ظاہر ہے انکے حقوق یکساں اور مساوی ہیں۔ تمام ورثاء بعید یا قریب کی ایک ہی استدعا ہوتی ہے کہ ایسے انتقال جائداد جس کی وجہ سے انکے حقوق زائل ہوتے ہیں منسوخ فرمائے جائیں اور وہ اس کے مقابلہ میں نافذ نہیں ہونگے۔ اس رائے کی تقلید بمقدمہ جانکی آمل بنام نارائن سامی ایر کیگئی ہے بمقابلہ اس صاف رائے کے ان مقدمات کے ریاوک کی کوئی تاثیر باقی نہیں رہتی جن میں یہ مسئلہ صاف طور سے پیش نہ تھا دیکھو جیلا گنڈلا ورما بنام مادالہ گوپال داسیا۔

بوجہ عدم وجود بنائے اختلافات فیصلجات ان حالات میں میری یہ رائے ہے کہ بمقدمہ تنسیخ انتقال جائداد وہ فیصلہ جات کل ورثاء پر اسی طرح پابند ہونگے جسطرح کہ مقدمات تبنیت کے فیصلجات ہوتے ہیں۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ وہ فیصلجات جنکی وجہ سے یہ اختلافات پیدا ہوئے تھے وہ اس زمانہ کے ہیں کہ جسوقت ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء نافذ تھا دفعہ (۱) ایکٹ ہذا میں جو امر فیصلشدہ کے متعلق ہے یہ اصول شامل نہیں تھے جو جو ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء و سنہ ۱۹۰۸ء میں ہیں اور جواب توضیح (۶) دفعہ ۱۱ ضابطہ دیوانی حال میں شامل کیے گئے ہیں جب مقدمہ کی نوعیت نائبانہ تصور کیجائے تو میری رائے میں بموجب احکام دفعہ ۱۱ توضیح (۶) فیصلہ سابق ضرور امر فیصل شدہ ہوتا ہے۔ تنسیخ انتقال بیوہ کا حق تمام ورثاء کیلیے ہے اور تمام کی جانب سے اس حق کی حفاظت

مہاراجہ شیو پرشاد سنگھ بنام شیو پرگاش اوجھا وغیرہ

کی جاسکتی ہے اور اس لحاظ سے تمام ورثا کا وارث دعویدار کے ذریعہ سے موجود ہونا خیال کیا جائیگا اور یہ خیال صرف دفعہ ۱۱ کی حد تک صحیح ہی ہوگا۔ لہذا فیصلۂ سابق اگر فریب۔ دغا یا دباؤ سے پاک ہے تو اس سے نہ کہ وہ وارث جس نے دعویٰ کیا تھا بلکہ کل جماعت ورثاء مابعد پابند ہیں اور وہ مجاز نہیں ہیں کہ وہ کسطرح فیصلۂ سابق کی جوازی یا ناجوازی کے متعلق کوئی اعتراض کریں تو نا کا میاب منتقل الیہ کسیطرح اور کسی حالت میں مجاز نہیں ہے کہ اس معاملہ کو وارث اصلی کے مقابلہ میں پھر تازہ کرے اور فیصلۂ سابق کی متعلق اعتراض کرے بلکہ وہ اسکا ہر حالت میں پابند ہے۔ یہ صحیح ہے کہ وارث مابعد کو دوسرے وارث سے کوئی حق نہیں پہنچتا ہے بلکہ اسکو آخری مالک کامل از قسم ذکور سے وراثت کا حق ملتا ہے لیکن دفعہ ۱۱ توضیح (۶) کی قانونی تاثیر یہ ہوگی کہ ایسے وارث مابعد قائم مقامی وارث دعویدار کے خاص وجود سمجھے جائیں گے لہذا وہ اس فیصلہ کے پابند بھی ہونگے اور اس سے مستفید بھی ہونگے۔ بہت سے اشخاص ایسے ہوں گے جن کے حقوق تک جدا ہیں اور کسیکو دوسرے سے استحقاق حاصل نہیں ہوتا ہو تاہم بھی یہ خیال کیا جائیگا کہ وہ بہ قائم مقامی اُن اشخاص کے جو دعویدار ہیں وہ موجود و حاضر تھے۔

اسقدر تحریر کرنا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اگر عدالت ابتدائی مقدمات تنسیخ انتقال جائداد منجانب وارث مابعد میں جب رول (۸) آرڈر (۱) عمل کریں تو بہت ساری خرابیاں اور غفلت و مشکلات حل ہو جائیں گے اور مقدمہ کے حالات و واقعات بھی صاف ہو جائیں گے اور بعد اجرائی نوٹس اُن بعید ترین ورثا ء مابعد کو جنہوں نے درخواست دی ہے فریق مقدمہ کیا جائے تو نہایت بہتر و مناسب ہوگا۔ اگر یہ طریقہ بھی اختیار نہیں کیا جائے تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک ناکامیاب منتقل الیہ بمقدمہ دیگر ورثاء یہ عذر کر سکتا ہے کہ وہ اس ڈگری کا پابند نہیں ہے جو اس کے خلاف دی گئی ہو۔

دیگر امور قانونی جنپر اس اپیل میں بحث کی گئی ہے مشکل نہیں ہیں۔ دعویٰ دخلیابی اراضی باغات چھ ماہ کے میعاد کی وجہ سے بیرون میعاد نہیں ہو سکتا۔ تا وقتیکہ یہ نہ تجویز کی جائے کہ دعویٰ بموجب دفعہ ۷۹ آگرہ ٹیننسی ایکٹ عدالت مال میں دائر ہونا چاہیئے تھا لیکن اراضی متنازعہ اراضی بغرض کاشت نہ ہونیکی وجہ سے دفعہ ۷۹ اسلیے کوئی تعلق نہیں رکھتا ہے۔ لہذا میں اپنے شریک فاضل کی رائے سے متفق ہوں اور حکم مصدرہ سے اتفاق کرتا ہوں۔

لہذا حکم ہوا کہ مرافعہ مع خرچہ غیر معمولی خارج۔

حصہ ۲ انڈین کیسیز جلد ۶۴ صفحہ ۶۹ ہو با جلاس مسٹر جسٹس امیر علی اسلیئے اور مسٹر جسٹس بکا خدا صاحب ارکان نشان ۳۴۳ سنہ ۱۹۲۰ء منفصلہ ۹ جون سنہ ۱۹۲۰ء

کلکتہ ہائیکورٹ نگرانی دیوانی

چندر موہن گھورے وغیرہ نگرانی خواہان بنام پرسن کمار میٹے طرفثانی

ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۵ بابتہ سنہ ۱۹۰۸ء) آرڈر ۴۷ رول (۱) اقبالی ڈگری۔ فریب۔ تجویز ثانی۔ نالش۔

اقبالی ڈگری کی تجویز ثانی کی درخواست اسوجہ سے قابل منظوری ہے کہ ڈگری اقبالی بذریعۂ فریب حاصل کیگئی ہے اگرچیکہ

نگرانی بنا راضی حکم عدالت ڈسٹرکٹ جج دیناپور

چندر موہن گ... بنام پرسن کمار...

اکثر سہولت اس میں ہے کہ ذریعہ نالش چارہ کار اختیار کیا جاسکتا ہے۔

منجانب نگرانیخواہ بابو موہن ناتھ بولس - اس مقدمہ میں فاضل جج نے اُس اختیار کو استعمال نہیں کیا ہے جو اُسے حاصل تھا محض نالش ہی ایک چارہ کار میرے لیے نہیں ہے میں دونوں طریقوں سے ایک طریقہ اختیار کرسکتا ہوں یعنی ذریعہ درخواست بموجب آرڈر ۴۷ رول (۱) ضابطۂ دیوانی یا بذریعہ نالش بغرض تنسیخ ڈگری اقبالی ملاحظہ ہو (۱) کیلاش چندر پودر بنام گوپال چندر پودر (کلکتہ ویکلی نوٹس جلد ۸ صفحہ ۱۲۰۴) (۲) گلاب کنور بنام بادشاہ بہادر (کلکتہ ویکلی نوٹس جلد ۱۳ صفحہ ۱۱۹۷) (۳) رسک چندر بنام رجنی رنجن (کلکتہ ویکلی نوٹس جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۶) (۴) شیو پرشاد رام بنام ترکم داس (۲۲ کلکتہ ۹۲۶)۔

منجانب طرفثانی بابو شاردا چرن میٹے (و بابو اپورب چرن مکھرجی) درخواست تجویز ثانی اُس حاکم کے روبرو پیش نہیں کیگئی ہے۔ کہ جس نے ڈگری صادر کی ہے لہذا وہ حسب رول ۲- آرڈر ۴۷ ضابطۂ دیوانی قابل منظوری نہیں ہے۔ دراصل درخواستگزار کا منشا یہ ہے کہ اپیل مکرر سماعت کیجائے لہذا بموجب مد ۱۶۸ میعاد سماعت و نیز بموجب آرڈر ۴۱ رول ۱۹ یہ درخواست اندرون ۳۰ یوم پیش ہونا چاہیئے اور میعاد میں اضافہ بموجب و بحوالۂ آرڈر ۴۷ رول (۱) نہیں دیا جاسکتا۔ ذی علم ولائق جج ماتحت نے درخواست تجویز ثانی نامنظور کرنے میں صرف قانونی غلطی کی ہے لہذا بموجب دفعہ ۱۱۵ ضابطۂ دیوانی ڈیرلارڈ شپ اس معاملہ میں دست اندازی نہیں کر سکتے ہیں مقدمات ذیل کا حوالہ دیا گیا ہے (۱) پھول کماری داس بنام اودے چندر وسواس (۲۵ کلکتہ صفحہ ۷۹۰) (۲) مرہم دیو پرشاد بنام بنارسی پرشاد (۳ کلکتہ لاجرنل صفحہ ۱۱۹) (۳) الستیر الدین بنام ساد ہو مانٹی (کلکتہ ویکلی نوٹس صفحہ ۱۰۷)

بابو موہن ناتھ بولس سے جواب الجواب نہیں لیا گیا۔

جسٹس بکلنڈ صاحب - حکم زیر نگرانی اُس درخواست پر دیا گیا تھا جو بغرض تجویز ثانی ڈگری اقبالی بدینوجہ پیش کیگئی تھی کہ ڈگری فریب سے حاصل کیلئی ہے لائق جج ماتحت نے اپنے اختیارات حاصلہ کو اسوجہ سے استعمال کرنے سے انکار کیا کہ حالات مقدمہ کے لحاظ سے درخواست قابل منظوری نہیں ہے اور باضابطہ اور واجبی چارہ کار نالش ہے اس بارہ میں ان سے اتفاق نہیں کرتا ہوں۔ اور میری رائے ہے کہ فیصلہ بمقدمۂ گلاب کنور بنام بادشاہ بہادر (۱۳ کلکتہ ویکلی نوٹس صفحہ ۱۱۹۷) کے سمجھنے میں ان سے غلطی ہوئی ہے اس مقدمہ میں بعد غور واقعات اُن وجوہات سے جن میں متفق ہوں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اکثر مقدمات میں سہولت یہ ہوگی کہ اگر ذریعہ نالش چارہ کار اختیار کیا جائے۔ لائق جج کی یہ رائے نہیں ہے کہ بموجب آرڈر ۴۷ درخواست پیش نہیں کی جاسکتی ہے بمقدمۂ رسک چندر بنام رجنی رنجن جلد ۱۰ کلکتہ ویکلی نوٹس صفحہ ۲۸۶)

یہ صاف طور سے تجویز کیگئی ہے کہ ذریعۂ فریب ڈگری اقبالی یا ذریعۂ صلحنامہ حاصل کرنا تجویز ثانی کیلئے کافی وجہ ہے ایسی حالتیں میری یہ رائے ہے کہ لائق جج کو درخواست قبول کرنا چاہیے تہا۔ اُن عذرات پر جو فریق ثانی کی جانب سے پیش کیے گئے ہیں یعنی یہ کہ درخواست بیرون میعاد پیش کیگئی ہے اور یہ کہ وہ اُس حاکم کے روبرو پیش ہونی چاہیئے تھی کہ جس نے ڈگری دی ہے ہم کوئی توجہ اسوقت نہیں کرسکتے ہیں۔ یہ عذرات عدالت ابتدائی میں بوقت سماعت درخواست کیے جاسکتے ہیں۔ نگرانی مع خرچہ منظور کیجاسکتی ہے اور خرچہ ایک اشرفی دلایا جاتا ہے۔ لہذا حکم ہوا کہ نگرانی منظور۔

مرافعۂ ثانیہ پٹنہ ہائیکورٹ

لالہ رامچندر پرشاد (مدعاعلیہ) مرافع

بنام

جہابیر پرشاد وغیرہ
منشی ڈنکر پرشاد وغیرہ } مدعیان و مدعاعلیہم مرافعہ علیہم

نمبر ۵۰۴

دہرم شاستر۔ خاندان مشترکہ۔ کفالت جائداد از پدر۔ پابندی فرزند مابعد۔ دفعہ ۷۴ قانون معاہدہ ایکٹ نمبر (۹) ۱۸۷۲ء۔ سود در سود بمعاوضۂ ادائی سود۔ جرمانہ۔

ایک ہندو بیٹا موروثی جائداد کے بار کفالت کا ذمہ دار اور پابند ہے جو اُسکے باپ نے اسکی پیدائش کے قبل ہی عائد کیا ہو۔ صفحہ (۲۴۴) کالم (۱)

بصورت عدم ادائی سود اقرار ادائی سود در سود ناجائز نہیں ہے کیونکہ وہ بموجب توضیح دفعہ ۷۴ قانون معاہدہ کوئی شرط بغرض ادائی اضافہ سود نہیں ہے۔ (صفحہ ۲۴۴ کالم (۱))۔

منجانب مرافعان رائے گرو سرن پرشاد و مسٹر اے این داس صاحب۔
منجانب مرافعہ علیہم مسٹر گنیش دت سنگہ و رائے تربہون ناتھ سہائے۔

جسٹس کوٹس صاحب۔ یہ اپیل اس مقدمہ میں کیا گیا ہے جو بربنائے رہن نامہ تکمیل کردہ مدعاعلیہ نمبر (۱) پدر مدعاعلیہ نمبر ۴ قبل پیدائش نمبر ۴ داخل کیا گیا ہے۔ عدالت ابتدائی سے یہ تجویز ہوئی کہ مدعاعلیہ نمبر ۴ اسکا پابند نہیں ہے کیونکہ اسکا باپ صرف مدعاعلیہ نمبر (۱) کیلیے ضامن تھا لیکن بمقابلہ نمبر (۱) تا (۳) دعویٰ بقدر اصل مع سود اگرچیکہ بصورت عدم ادائی اقرار ادائی سود در سود تھا ڈگری ہوا۔ بصیغہ مرافعہ عدالت ضلع سے دعوی کلیتہً ڈگری ہوا اور اسکی ناراضی سے منجانب مدعاعلیہ نمبر (۴) یہ اپیل پیش ہے۔ عذر اول یہ ہے کہ مدعاعلیہ نمبر (۴) اسکا پابند اور ذمہ دار نہیں ہے۔ فاضل ڈسٹرکٹ جج نے اس مسئلہ پر وضاحت کیساتھ فیصلہ لکہا ہے اور فیصلجات ذیل عدالت ذیل پر استدلال کیا ہے۔ (۱) وشوناتھ پرشاد ساہو بنام گنگا دہر پرشاد ساہو (۳ پٹنہ لا جرنل صفحہ ۳۹۶) مقدمۂ اول فیصلہ جسٹس جوالا پرشاد صاحب کا ہے اور اُس میں

اپیل بنا راضی ڈگری ڈسٹرکٹ جج مونگیر۔

باجلاس کامل ۶ محرم ۱۳۲۰ف
انڈین کیسیز ۶۴
صفحہ ۲۴۲
سیڈ اپیل نمبر
نمبر مقدمہ ۱۲۷۸
منفصلہ ۹ جولائی
۱۹۲۰ء
باجلاس جسٹس کوٹس و جسٹس داس صاحبان
ارکان۔

بیٹوں کے حقوق جائداد موروثی جبیر انکی پیدائش کے قبل سے ہی انکے باپ نے بار کفالت عائد کیا ہو کے متعلق بحث کیگئی ہے اور اسکی یہ رائے ہے کہ ایسے بیٹوں کو ان جائداد میں کوئی حقوق ہی نہیں ہیں۔ یہ فیصلہ بموجب فیصلجات ہائیکورٹ کلکتہ الہ آباد صادر کیا گیا ہے اور میری رائے میں بھی یہ صحیح فیصلہ ہے۔

دوسری بحث جو اس اپیل میں کیجاتی ہے وہ شرح سود کے متعلق ہے اور یہ بحث کیجاتی ہے کہ سود بطور جرمانہ لیا جارہا ہے ابتدائی شرح سود فیصدی فی ماہ ۱۲ تھا اور بصورت عدم ادائی شرح فیصدی للعہ سود در سود تھا۔ یہ سود کوئی زیادہ نہیں ہے اور ڈسٹرکٹ جج نے یہ تجویز کی ہے کہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ اسکو بطور جرمانہ تصور کیا جائے۔ علاوہ اسکے یہ طے ہوا ہے کہ بصورت عدم ادائی سود ادائی سود در سود کا اقرار ناجائز نہیں ہے کیونکہ وہ بموجب توضیح دفعہ ۷۴ قانون معاہدہ کوئی شرط نہیں ہے ملاحظہ ہو (۱) پریاگ کا پرے بنام شام لال (۳۱) کلکتہ صفحہ ۱۳۴ (۲) جانکی داس بنام احمد حسین خاں (۲۵) الہ آباد صفحہ ۱۵۹) ان حالات میں کوئی وجہ نہیں پائی جاتی کہ عدالت تحت کے لائق ڈسٹرکٹ جج کے فیصلہ میں دست اندازی کیجائے لہذا یہ اپیل مع خرچہ خارج کیا جاتا ہے۔

جسٹس راس۔ مجھے اتفاق ہے لہذا حکم ہوا کہ اپیل نامنظور۔

انڈین کیسنر جلد ۶۴ صفحہ ۳۳۶ و ۳۳۴ سنہ ۱۹۲۰ء نمبر مقدمہ ۱۴۲ منفصلہ ۴ جولائی سنہ ۱۹۲۰ء باجلاس مسٹر ڈینیل جوڈیشل کمشنر۔

نگرانی دیوانی اودھ جوڈیشل کمشنر کورٹ

جہابل پرشاد (مدعی) **نگرانیخواہ** بنام **بل بہادر سنگھ وغیرہ** (مدعاعلیہم) **طرفثانیان**

ضابطۂ دیوانی (ایکٹ ۵ بابتہ سنہ ۱۹۰۸ء) آرڈر (۹) رول ۱۳۔ یکطرفہ ڈگری۔ اپیل۔ اختیار سماعت۔ عدالت ابتدائی کی ڈگری منسوخ نہیں ہوسکتی۔

جب عدالت ابتدائی کی ڈگری عدالت اپیل کی ڈگری میں ضم ہوجائے تو ڈگری عدالت ابتدائی باقی نہیں رہتی لہذا اور عدالت ابتدائی کو اسکی منسوخی کا اختیار باقی نہیں رہتا ہے۔ (صفحہ ۳۳۴ کالم (۱))

ایک مقدمہ میں بمقابلہ دو مدعی علیہم بعد جوابدہی کے اور بمقابلہ ایک مدعاعلیہ یکطرفہ ڈگری صادر کیگئی۔ جب بعد منسوخی اپیل مدعاعلیہم نمبر (۱) و (۲) مدعاعلیہ نمبر (۳) نے عدالت ابتدائی میں تنسیخ فیصلہ یکطرفہ کیلیے درخواست پیش کی۔ تجویز ہوئی کہ عدالت ابتدائی کو تنسیخ ڈگری کا جو ڈگری عدالت اپیل میں ضم ہوگئی ہے کوئی اختیار باقی نہیں رہتا ہے۔ (صفحہ ۳۳۰ کالم (۱))

منجانب درخواستگذار مسٹر وشتوری پرشاد صاحب۔ منجانب طرفثانی نمبر (۱) مسٹر رام بھروس لال صاحب۔ منجانب طرفثانی نمبر (۲) مسٹر حیدر حسین۔

نگرانی بنا بر امنی حکم منصف صاحب پوروا مورخہ ۱۳ ستمبر سنہ ۱۹۱۹ء۔

مہابل پرشاد بنام بل بہادر سنگھ

فیصلہ۔ بناراضی حکم تنسیخ ڈگری یکطرفہ بمقابلہ بلدیو سنگھ مصدرہ منصف صاحب پور دانیہ نگرانی حسب دفعہ ۱۱۵ ضابطہ دیوانی ہمارے سامنے پیش ہے۔ واقعات مقدمہ غیر معمولی ہیں۔ حکم زیر نگرانی ۱۳ ستمبر سنہ ۱۹۱۹ء کو صادر کیا گیا ہے اور یہ درخواست ۴ نومبر سنہ ۱۹۲۰ء تک داخل نہیں کیگئی۔ اس تاخیر کیوجہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ مقدمہ کے دوران کیوجہ سے نگرانی بروقت پیش نہ ہوسکی تاہم یہ امر باقی رہتا ہے اس نگرانی کے پیش ہونے میں بہت تاخیر ہوئی ہے۔ وجہ نگرانی یہ ہے کہ حکم زیر نگرانی بغیر اختیار سماعت کے صادر کیا گیا ہے جو قانوناً درست نہیں ہے یہ دعویٰ ابتداءً سنہ ۱۹۱۶ء بمقابلہ بلبھدر سنگھ شمشیر سنگھ و بلدیو سنگھ مدعاعلیہم کے دائر کیا گیا تھا اور وہ بتاریخ ۲ جولائی سنہ ۱۹۱۷ء بحق مدعی فیصلہ ہوا در مقابلہ مدعاعلیہم نمبر (۱ و ۲) بعد جوابدہی اور بمقابلہ نمبر ۳ بلدیو سنگھ یکطرفہ ڈگری صادر کیگئی ہے کہ اسوجہ سے بلدیو سنگھ حاضر ہی نہ رہا۔ منجانب بلبھدر سنگھ مدعاعلیہ نمبر (۱) اپیل ہوا جو عدالت سب آرڈینٹ جج انو سے بتاریخ ۱۳ نومبر سنہ ۱۹۱۷ء خارج ہوا۔ ایک مدت دراز کے بعد یعنی ۲۴ اگسٹ سنہ ۱۹۱۹ء منجانب بلدیو سنگھ ایک درخواست تنسیخ فیصلہ یکطرفہ کی بابت بیان پیش کیگئی کہ تاریخ کی اطلاع نہ ہونیکی وجہ سے وہ حاضر نہ ہوسکا۔ جو بتاریخ ۱۳ ستمبر سنہ ۱۹۱۹ء منظور ہوئی اور یکطرفہ ڈگری منسوخ ہوکر مقدمہ بغرض تحقیقات نمبر سابق پر لیا گیا۔ یہ امر قابل نوٹ ہے کہ بلدیو سنگھ کی یہ استدعا تھی کہ ڈگری یکطرفہ منسوخ کی جائے۔ حکم منصف صاحب میں اُس ڈگری کے متعلق جو دوسرے فریق کے مقابلہ میں صادر کیگئی تھی کوئی صراحت نہیں ہے لیکن فردکارروائی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہرسہ مدعاعلیہم پر مکرر تحقیقات کی نوٹس جاری ہوئی تھی اور بالآخر ۲۱ نومبر سنہ ۱۹۱۹ء کو مقدمہ بعدم پیروی خارج ہوا۔

درخواستگزار کی جانب سے یہ حجت کی جاتی ہے کہ جب عدالت ابتدائی کی ڈگری عدالت اپیل کی ڈگری میں ضم ہوگئی تو ابتدائی ڈگری کا وجود ہی باقی نہیں رہتا ہے۔ اور اسکو منسوخ کرنیکا منصف کو کوئی اختیار سماعت ہی نہیں تھا۔ ان کی مزید بحث یہ ہے کہ حالات کے لحاظ سے صرف وہ ڈگری اُس حد تک کہ وہ یکطرفہ تھی منسوخ ہوسکتی نہ کہ کل ڈگری اور وہ بھی اس حد تک کہ وہ بلدیو سنگھ سے متعلق ہو۔ اس مقدمہ میں ہرسہ مدعاعلیہم کے حقوق ایک ہی نہیں ہیں۔ دعویٰ بغرض دخلیابی اراضی مرہونہ کی نسبت تھا دائر کیا گیا تھا۔ مدعی مہابل پرشاد مرتہن بلدیو سنگھ تھا۔ بل بہادر سنگھ اصلی مالک تھا جس نے جائداد کو بلدیو سنگھ کے پاس رہن رکھا تھا شمشیر سنگھ خریدار حقوق بلدیو سنگھ تھا جس نے وہ حقوق مابعد رہن بحق مدعی خرید کیے تھے۔ طرفثانی کی جانب سے درخواست گزار کے پہلے عذر کا کوئی جواب نہیں دیا ہے اور اُسکی تائید مقدمات مہتر ایرشاد بنام رامچرن لال (۳۷۔ الہ آباد صفحہ ۲۰۸) و رام پرسن اوپادہے بنام ناگیشور پانڈے (۴۲۔ الہ آباد صفحہ ۳۱۷) سے ہوتی ہے اور میں بھی متفق ہوں کہ حکم زیر نگرانی بغیر اختیار سماعت جاری ہوا ہے۔ یہ امر بھی صاف ہے کہ منصف صاحب کو کوئی اختیار تھا تو کسی حالت میں بھی کل ڈگری منسوخ نہیں کیجاسکتی تھی اور وہ صرف یکطرفہ ڈگری منسوخ کرسکتے تھے نہ کہ ڈگری

مہابل پرشاد
بنام
بل بہادر سنگھ وغیرہ

بمقابلہ بلبہدر سنگھ جو بوجہ جوابدہی و پیروی صادر کیگئی تھی۔ منجانب طرفثانی درخواست کے متعلق حسب ذیل عذرات کیے جاتے ہیں۔

(۱) یہ کہ نگرانی ہو نہیں سکتی ہے۔ (۲) درخواست گزار کو دیگر چارہ کار قانونی حاصل ہیں۔

(۳) درخواست بوجہ تاخیر ناقابل منظوری ہے۔

پہلے عذر کے متعلق یہ امر مسلمہ ہے کہ حکم تنسیخ فیصلہ یکطرفہ کا اپیل نہیں ہوسکتا ہے۔ انکی حجت یہ ہے کہ جب بالآخر منصف صاحب نے مقدمہ خارج کیا تھا تو اس عدالت میں اپیل اولی و ثانی اسکی ناراضی سے ہوسکتا تھا۔ اور ہر ایک اپیل میں جوازیا ناجوازی حکم زیر دفعہ ۱۰۵ ضابطہ دیوانی کے متعلق عذر کیا جاسکتا تھا اور منجانب طرفثانی مقدمات ننادرام بنام بھوپال سنگھ (۴۴-۳۳ الہ آباد صفحہ ۵۹۲) و موتی لال کاشی بھائی بنام نانا (۱۸ بمبئی صفحہ ۳۵) جنمیں یہ طے کیا گیا ہے ہائیکورٹ کو حسب دفعہ ۱۱۵ ضابطۂ دیوانی بصیغہ نگرانی ان احکامات کے متعلق کوئی تجویز صادر کرنیکا حق نہیں ہے جنپر بصیغہ اپیل حسب دفعہ ۱۰۵ ضابطۂ دیوانی اعتراضات ہوسکتے ہیں۔ جہاں تک اس عدالت کا تعلق ہے بمقدمہ درگابخش بنام مہابیر (۱۱- انڈین کیسیز صفحہ ۳۴۴) اس عدالت نے تصفیہ کیا ہے اور بصیغہ نگرانی حکم تنسیخ فیصلہ یکطرفہ کو منسوخ کیا ہے۔

یہ حجت بھی کی جاتی ہے کہ جب اصل ڈگری کی ناراضی سے فریق اول مرافعہ کرسکتا تھا لیکن اُس نے یہ حق ساقط کردیا ہے لہذا اب وہ بصیغہ نگرانی حکم سابق کو منسوخ نہیں کراسکتا۔ یہ حجت قابل التفات ہے لیکن برخلاف اسکے جب حکم تنسیخ فیصلہ یکطرفہ ہی ناجائز اور بلا اختیار رہے تو اُسکے بعد کی کُل کارروائی خودبخود کل ناجائز ہے کالعدم ہوجاتی ہے اور بمنظوری نگرانی وہ کارروائی بھی منسوخ ہوجاتی ہے۔ حالات مقدمہ و روئداد مثل بحق درخواستگزار ایسے ہیں کہ اگر ضرورت لاحق ہو تو بموجب دفعہ ۱۵۱ ضابطۂ دیوانی بغرض انصاف رسانی و تحفظ حقوق فریقین کارروائی کرنے میں ہرگز دریغ نہ کرونگا

عذر آخر نسبت تاخیر درخواست ہذا ہے۔ اسمیں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ ہائیکورٹ بصیغہ نگرانی بعد مدت دراز کے دست اندازی نہیں کریگا۔ لیکن جسطرح کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اس مقدمہ کے حالات غیر معمولی ہیں۔ چونکہ مقدمہ بمقابلہ دو مدعا علیہم کے روئداد پر فیصلہ ہوگیا تھا اسلیئے نگرانی خواہ نے یہ خیال کیا صرف تیسرے مدعا علیہ کے مقابلہ میں ثبوت پیش کرکے دعوی ڈگری کرلیے اور وہ اسطرح مقدمہ چلا رہا تھا۔ جب کل مقدمہ خارج ہوگیا اور اسکی درخواست بازدائری بھی نامنظور ہوگئی تو اسکو دوسری چارہ جوئی اختیار کرنا پڑی اور بالآخر اُس نے یہ نگرانی پیش کی۔ ہمارے سامنے یہ بحث کیجاتی ہے کہ نامنظوری درخواست بازدائری کی ناراضی سے اپیل کیا جاسکتا تھا لیکن اس اپیل میں جسطرح کہ بمقدمہ درگابخش بنام مہابیر (۱۱- انڈین کیسیز صفحہ ۳۴۴) تصفیہ کیا گیا ہے صرف ان ہی واقعات پر بحث کیجاتی ہے کہ جسکی وجہ سے بروز پیشی پیروی سے قاصر رہا اور اسمیں جوازیت یا ناجوازی حکم مورخہ ۱۳ ستمبر سنہ ۱۹۱۹ء کے

متعلق ہرگز کوئی بحث پیدا ہی نہیں ہوسکتی تھی۔

بوجہ استدلال بالا میری رائے میں نگرانی خواہ کامیاب ہوسکتا ہے لہذا حکم مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۱۹ء منسوخ کیا جاتا ہے اور اسکے بعد کی کل کارروائی بھی منسوخ کی جاتی ہے اور ڈگری سب آرڈینٹ جج اولیٰ مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۱۷ء بحال رکھکر حسب سابق بحال کی جاتی ہے چونکہ درخواست نگرانی بعد مدت دراز پیش ہوئی ہے لہذا یہ تجویز کیجاتی ہے کہ خرچہ فریقین ذمہ فریقین عائد ہو لہذا حکم ہوا کہ حکم زیر نگرانی منسوخ ہو۔

انڈین کیسیز جلد ۶۲ صفحہ ۱۰۵ — نمبر مقدمہ ۳۲۴ سنہ ۱۹۲۰ء — منفصلہ ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء باجلاس مسٹر ڈینال صاحب جوڈیشل کمشنر

مرافعہ دیوانی اودھ جوڈیشل کمشنر کورٹ

غلام سرور وغیرہ (مدعیان) **مرافعان** بنام **نیاز علی** (مدعا علیہم) **مرافعہ علیہم**

اپیل۔ عذرات جو عدالت ابتدائی میں ترک کردیے ہوں۔ کہاں تک عدالت اپیل میں کیے جاسکتے ہیں؟

یہ ایک عام اصول ہے کہ اپیل میں کسی فریق کو اُس عذر یا پائنٹ کو جو عدالت ابتدائی میں عمداً ترک کردیا ہو یا جو نہ کیا گیا ہو دستیں کرکے فریق ثانی کو پریشان کرنیکا موقعہ ہرگز نہ دینا چاہیے۔ ہر حالت میں مرافع محض ان ہی عذرات پر جو عدالت ابتدائی میں ترک کیے گئے ہیں اپیل نہیں کرسکتا ہے۔

منجانب مرافعان بشیشور ناتھ سری واستو۔ منجانب مرافعہ علیہ نمبر (۱) مسٹر نعمت اللہ

فیصلہ ۔ یہ مرافعہ ثانی بمقدمہ دخلیابی جائداد ہمارے سامنے پیش ہے۔ جائداد کا مالک واجد علی متوفی تھا۔ برادر متوفی نے اُس جائداد میں سے اپنا احصہ جسکو وراثتاً پانیکا مستحق ہے بحق مدعی منتقل کردیا اور یہ حصہ ہی متنازعہ ہے۔ مدعا علیہ بیوہ متوفی ہے۔ اور اسکا بیان ہے کہ بموجب رسوم خاندانی مندرجہ واجب العرض وہ کل جائداد پانیکی مستحق ہے۔ لائق سب آرڈینٹ جج نے یہ فیصلہ کیا کہ بموجب رسوم و رواج خاندانی بیوہ اپنی حیات تک کل جائداد پانیکی مستحق ہے اُس صورت میں مدعی کی یہ استدعا تھی کہ بعد وفات بیوہ وہ جائداد پانیکا مستحق گردانا جائے۔ لیکن اسکی یہ استدعا اس بنا پر نا منظور ہوئی کہ جو چیز کہ مدعی کے حق میں منتقل کی گئی ہے وہ محض آئندہ حق وراثت ہے جو ناجائز ہے مدعی نے بعدالت ڈسٹرکٹ جج مرافعہ کیا جسمیں رسم و رواج خاندانی سے انکار کیا گیا یا بیان کیا کہ بصورت اثبات رواج خاندانی استحقاق جائداد کی ڈگری دی جاسکتی تھی۔ بوقت سماعت مرافعہ اس نے اپنے اس عذر کو کہ اسکا استحقاق حاصل ہے واپس لے لیا اور اپنی حقیت پر ہی اپیل میں بحث کرنے پر قناعت کی۔ اب منجانب مدعی محض اسی بنا پر جو عدالت تحت میں ترک کردی گئی تھی۔ یہ اپیل ہمارے سامنے پیش ہے کہ اسکو ڈگری استحقاقی دی جانی چاہیے تھی اور صرف اسی عذر سے اپیل کیا گیا ہے۔

مرافع کو اس عذر پر بحث کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ منجانب اپیلانٹ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ محض اقبال قانونی ہے

اور اسکا کوئی اثر نہیں ہے لیکن ہماری یہ رائے صحیح نہیں ہے۔ اصول یہ ہے کہ اپیل میں فریق کو اس عذر پر استدلال نہیں کرنا چاہیئے جو عدالت ابتدائی میں نہیں کیا گیا ہو یا جو عمداً ترک کیا گیا ہو۔ پریوی کونسل نے جو اصول بمقدمہ کلیان داس بنام مقبول احمد (۴۰۔ الہ آباد صفحہ ۴۹۷) طے کیے ہیں وہ ہائیکورٹ سے بھی متعلق ہیں۔ اس مقدمہ میں یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ اگر ہائی کورٹ کی ایسے امور کے فیصلہ جو اُسکے سامنے نہیں تھے منسوخ کیجائے تو اسکی ذمہ داری اسپر عائد نہیں ہوتی ہے۔ اور یہی اصول اس پائینٹ سے متعلق ہے جو باوجود اسکے کہ اپیل میں درج ہو عمداً ترک کر دیا گیا ہو۔ یہ ممکن ہے کہ غیر معمولی حالات و وجوہات کیوجہ سے اس قاعدہ کے مطابق نہ کیا جائے لیکن اس مقدمہ میں کوئی خاص حالات موجود نہیں ہیں۔ اس تجویز کے ساتھ کہ مرافع کو صرف ان عذرات پر جو عدالت تحت میں ترک کر دیے گئے ہیں مرافعہ نہیں کرنا چاہیئے تھا یہ اپیل معہ خرچہ نامنظور کیا جاتا ہے اور چونکہ مقدمہ کلیتاً خارج کیا جاتا ہے اسلیے یہ غیر ضروری ہے کہ عذرات حکمی پر جو عدالتہائے تحت کے فیصلہ کی تائید میں ہیں کوئی توجہ کی جائے لہذا حکم ہوا کہ مرافعہ نامنظور۔

بمبئی ہائیکورٹ

انڈین کیسیز جلد ۶۴ صفحہ ۵۷۵ نمبر مقدمہ ۱۶۰ ۱۹۲۱ء منفصلہ ۱۲ ستمبر ۱۹۲۱ء باجلاس مسٹر مکلیوڈ چیف جسٹس و جسٹس شاہ

جہبیر وجیند وسمی (مدعی) **مرافع بنام پوستا دگریا وکمار وغیرہ** (مدعاعلیہم) **مرافعہ علیہم**

دھرم شاستر۔ وراثت۔ قوم شودر۔ حقوق فرزند صحیح النسب۔

بموجب دھرم شاستر شودر کے صحیح النسب بیٹے کا بیٹا اُس کے غیر صحیح النسب بیٹے کی جائداد ورثتاً نہیں پا سکتا جیطرح کہ ایک غیر صحیح النسب شودر کا بیٹا بحیثیت برادر اپنے باپ کے صحیح النسب بیٹے کی علحدہ جائداد ورثتاً نہیں پا سکتا۔

دھرما بنام سکھارام انڈین لا رپورٹ بمبئی ۴۴ صفحہ ۱۸۵ کی تقلید کیگئی۔

منجانب مرافع مسٹر ڈبلیو بی۔ پردھان۔ منجانب مرافعہ علیہم نمبر ا و ۲ مسٹر ایس وی پالیکر۔

مسٹر جسٹس شاہ۔ اس مقدمہ میں ایک شخص مسمی ویدو کو دو فرزند تھے۔ ایک صحیح النسب جیندو اور دوسرا غیر صحیح النسب مسمی دکھلو جیندو ایک لڑکا مسمی جہبیر و چھوڑ مرا اور دکھلو بغیر کسی رشتہ کے فوت ہوا۔ یہ مقدمہ دکھلو کی جائداد کے متعلق جہبیر و نے بحیثیت وارث دکھلو دائر کیا ہے۔

یہ امر طے شدہ ہے اور باوجود بحث مخالف وکیل مرافع یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ ایک شودر کا غیر صحیح النسب بیٹا اپنے باپ کے صحیح النسب بیٹے کی جائداد ورثتاً بحیثیت برادر نہیں پا سکتا۔ اس موقع پر مقدمہ دھرما بنام سکھارام کا حوالہ دینا کافی ہے جس میں اس مسئلہ کے متعلق تمام نظائر جو اس مادہ میں طے ہوئے ہیں حوالہ دیا گیا ہے۔ یہ بحث کی جاتی ہے کہ اس فیصلہ سے یہ لازمی نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ جہبیر و جو ایک صحیح النسب بیٹے کا بیٹا ہے۔ دکھلو کی جائداد جو ویدو کا غیر صحیح النسب بیٹا ہے

وراثتاً نہیں پا سکتا ۔ اسکے متعلق ہمارے سامنے کوئی نظیر پیش نہیں کیگئی لیکن اگر نظیر مقدمہ دہرما بنام سکھارام کی تقلید کرتی ہے تو میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ ایک .... غیر صحیح النسب بیٹے کی جائداد کیونکر پا سکتا ہے جبکہ اسکو وراثت کا حق حاصل نہیں ہے ۔ لہذا نتیجہ یہ مستخرج کیا جاتا ہے کہ جہبو وکہلو کی جائداد وراثتاً نہیں پا سکتا اور اسکا دعویٰ اس جائداد کے متعلق قابل سرسبزی نہیں ہے بنا برآں حکم ہوا کہ تجویز مرافعہ اولیٰ مناسب ہے وہ معہ خرچہ بحال رکھی جائے ۔

ملکیوارڈ چیف جسٹس مجھے اتفاق ہے ۔

اپیل اولیٰ الہ آباد ہائی کورٹ

بہابندہ چل وغیرہ (عذرداران) **مرافعان** بنام **نول راج کنواری** مرافعہ علیہا

۶۴ انڈین لا رپورٹ جلد ۴۲ الہ آباد صفحہ ۹۱ سنہ ۱۹۲۰ء نمبر مقدمہ ۵۵ منفصلہ ۹ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء باجلاس جسٹس [illegible] و جسٹس [illegible] صاحبان ۔

تعمیل ۔ ڈگری کالعدم ۔ فوتی مرافع قبل صدور فیصلہ ۔ عدالت مرافعہ میں اعتراض نہ کیا جانا ۔ صیغہ تعمیل میں اعتراض ۔ اختیار سماعت

عدالت تعمیل کنندہ کو یہ عذر سماعت کرنیکا اختیار حاصل کہ ڈگری بوجہ اسکے کہ قائم مقامی مرافع اندرون مدت نہیں کیگئی ہے اور ڈگری بعد وفات مرافع صادر ہوئی ہے لہذا کالعدم ہے گو کہ یہ عذر عدالت مرافعہ میں نہ کیا گیا ہو جسکی وجہ سے اپیل خودبخود خارج ہوتا تھا ۔

واقعات مقدمہ عدالت ابتدائی کے فیصلہ سے ظاہر ہوتے ہیں ۔ "یہ عذر منجانب ہر سہ مدیونان ڈگری بہ تعمیل ڈگری مورخہ یکم مارچ سنہ ۱۹۱۸ء کیا گیا ہے جن غیر متنازعہ حالات میں ڈگری صادر ہوئی ہے وہ یہ ہیں کہ اس عدالت میں ابتداءً یہ مقدمہ مہیش سنگہ نے دائر کیا تھا جو خارج ہوا ۔ اس مقدمہ کے مدعاعلیہم عذرداران ہذا تھے جس کی ناراضی سے مہیش سنگہ نے ہائیکورٹ میں مرافعہ دائر کیا عذرداران نے جو مرافعہ علیہم تھے ۔ عدالت اپیل میں یہ عذر پیش کیا کہ مہیش سنگہ کا بیٹا نواب بہادر سنگہ اسکا قائم مقام بنایا گیا جو دوران کارروائی میں فوت ہوا ۔ یکم مارچ سنہ ۱۹۱۸ء کو ہائی کورٹ سے مرافعہ منظور ہو کر دعویٰ ڈگری کیا گیا ۔ عذرداران کی جانب سے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ہائیکورٹ میں اپیل کی سماعت یکم مارچ سنہ ۱۹۱۸ء یا ۲۰ فروری سنہ ۱۹۱۸ء کو ہوئی ہے اور منجانب درخواست گزار یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اپیل کی سماعت ایک ہفتہ قبل یکم مارچ سنہ ۱۹۱۸ء کو ہوئی پس یہ بات صاف ظاہر ہے کہ اپیل کی سماعت ۲۰ فروری سنہ ۱۹۱۸ء اور یکم مارچ سنہ ۱۹۱۸ء کے درمیان کسی روز ہوئے عذرداران کا یہ عذر ہے کہ نواب بہادر سنگہ دوران اپیل میں بتاریخ ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۱۷ء فوت ہو چکا تھا اور اپیل کی سماعت بعد وفات مدت دراز کے بعد ہوئی ہے لہذا ڈگری کالعدم ہے اور اسوجہ سے درخواست گزار

بناراضی ڈگری سبارڈینیٹ جج گورکھپور مورخہ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۲۰ء مرافعہ اولیٰ صیغہ تعمیل

جو کہ نواب بہادر سنگھ کی والدہ ہے درخواست تعمیل پیش نہیں کرسکتی اور وہ کل کارروائی جو نواب بہادر سنگھ عدالت اپیل میں
نسبت قائم مقامی ختم ہوئی ہے کالعدم ہے سب سے پہلا امر قابل تصفیہ یہ ہے کہ آیا عذرداران ڈگری کی جوازی کی نسبت
اعتراض کرسکتے ہیں یا نہیں۔ عذرداران کی جانب سے یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ عدالت ہائیکورٹ میں یہ عذر نہیں کیا گیا ہے
کہ نواب بہادر سنگھ قائم مقامی اندرون مدت نہ ہونیکی وجہ سے اپیل چل نہیں سکتا (ملاحظہ ہو بیان وکیل عذرداران)
بموجب بیان عذرداران اپیل کی سماعت فروری یا مارچ ۱۹۱۸ء ہوئی ہے گو کہ نواب بہادر سنگھ ۱۷ اپریل ۱۹۱۷ء
کو سماعت اپیل کے قبل ۶ ماہ زائد عرصہ کے قبل فوت ہو چکا تھا۔ ضابطۂ دیوانی کی آرڈر ۲۲ رول ۳ و ۱۱ کو مد ۱۷۸ قانون
میعاد سماعت کیساتھ پڑھنے سے صاف ظاہر ہے کہ مرافعہ علیہم کو عدالت اپیل میں اخراج اپیل کے متعلق اندرون شش ماہ از تاریخ وفات نواب بہادر سنگھ درخواست
پیش کرنی چاہئے تھی جو نہیں کیگئی اور اپیل کی سماعت اسطرح ہوئی کہ نواب بہادر سنگھ زندہ ہے اور اسکی تحقیقیں یکم مارچ ۱۹۱۸ء کو دخل اور واصلات
کی ڈگری صادر ہوئی۔ میری رائے میں عذرداران جو کہ مرافعہ علیہم تھے اور جنکو اخراج اپیل کے متعلق درخواست
پیش کرنیکا موقعہ تھا صیغۂ تعمیل میں جوازی یا ناجوازی ڈگری کے متعلق کوئی عذر نہیں کرسکتے۔ نظیر مقدمہ سری ست
نارائن رائے بنام ترویدی مسرمندرجہ انڈین کیسیس جلد ۵۳ ص ۲۱ - اس مقدمہ سے تعلق نہیں اس مقدمہ میں ایک
فوت شدہ شخص کے مقابلہ میں ڈگری صادر کیگئی تھی اور تعمیل ڈگری قائم مقامان کے خلاف چاہے جاری تھی۔ اور
قائم مقامان کو یہ موقع حاصل نہیں تھا کہ وہ صدور ڈگری کو ملتوی کرسکیں لیکن اس مقدمہ میں مرافعہ علیہم کو اسکا کافی
موقع حاصل تھا کہ اخراج اپیل کی درخواست کرتے۔ یہ عذرداران منجملہ اُن مرافعہ علیہم کے ہیں۔ میری رائے یہ ہے
کہ عذرداران جو رائے ڈگری کے متعلق کوئی عذر صیغۂ تعمیل میں نہیں کرسکتے لہذا عذرداری مع خرچہ خارج۔

منجانب مرافع پنڈت اما کانت مالوی۔ منجانب مرافعہ علیہم منشی خبگ بہادر لال۔

فیصلہ۔ ہماری رائے یہ ہے کہ عدالت تحت کو امور واقعاتی کے متعلق تحقیقات کا اختیار سماعت حاصل تھا۔ جس کو عدالت نے
استعمال کرنے سے انکار کیا لہذا یہ مقدمہ بغرض تکمیل تحقیقات بہ قیام نمبر ذیل واپس کیا جاتا ہے کیا نواب بہادر سنگھ فرزند نابالغ
مہش سنگھ بتاریخ سماعت اپیل یکم مارچ ۱۹۱۸ء کو جس کے حق میں ڈگری صادر کیگئی ہے زندہ تھا۔ اب تنقیح کے فیصلہ کے عذر کے
متعلق دس یوم کی مدت دیجاتی ہے لہذا حکم ہوا کہ مقدمہ واپس ہو۔

ہائیکورٹ الہ آباد (استصواب فوجداری)

انڈین کیسیس جلد (۶۶) حصہ ۲ ص ۱۷۹

بیدھا (ملزم) **مرافع** بنام **سرکار بجاگیرتھ** (مستغیث) **مرافعہ علیہ**

مجموعۂ ضابطہ فوجداری (قانون نشان ۵ ۱۸۹۸ء) دفعہ ۲۴۷۔ بصورت غیر حاضری ملزم مستغیث ملزم سے ہرجہ پانیکا مستحق نہیں ہے

۱۔ استصواب فوجداری منجانب ناظم صاحب سشن آگرہ۔

عدالت کا اختیار۔

تجویز ہوئی کہ (۱) عدالت کو اختیار نہیں ہے کہ ملزم کی عدم موجودگی میں کوئی کارروائی اُسکے مقابلہ میں کرے۔

(۲) مقدمات فوجداری میں اگر ملزم کی غیر حاضری کی وجہ سے تاریخ سماعت استغاثہ تبدیل کی جاوے تو ملزم سے مستغیث کو ہرجہ دلانے کا حکم صادر نہیں ہوسکتا۔

فیصلہ ۔ واقعات اس مقدمہ کے یہ ہیں کہ جو تاریخ سماعت مقدمہ کیلئے مقرر ہوئی تھی اُس تاریخ پر ملزم بوجہ علالت حاضر نہ ہوسکا۔ اور اسوجہ سے مقدمہ کی سماعت آیندہ تاریخ تک ملتوی رہی۔ ملزم نے بذریعہ درخواست عدالت کو اطلاع دی کہ وہ بوجہ علالت حاضر نہیں ہوسکتا۔ عدالت نے ایک ہفتہ تک مقدمہ کو ملتوی رکھا اور بجائے اسکے کہ ملزم کی ضمانت منسوخ کیجاتی یہ حکم صادر کیا کہ مبلغ دس روپیہ بطور ہرجہ ملزم مستغیث کو ادا کرے۔ اس مقدمہ کو معزز صدر عدالت آگرہ نے بغرض استصواب ہمارے سامنے بدیں وجہ پیش کیا ہے کہ تجویز عدالت تحت غیر صحیح ہے کیونکہ اُسکے ذریعہ سے ملزم کی غیر حاضری میں یہ حکم صادر ہوا ہے کہ وہ مستغیث کو گویا جرمانہ ادا کرے۔

اس عدالت العالیہ کی کوئی تجویز اس نوعیت کی ہمارے پاس موجود نہیں ہے تاہم میں معزز ارکان چیف پنجاب کورٹ کی اس رائے سے اتفاق کرتا ہوں جو انہوں نے مقدمہ براؤن بنام چاند سنگھ تجویز فرمائی ہے جو نظائر کہ ہمارے ہائیکورٹ نے طے فرمائے ہیں اُن میں یہ تجویز فرمایا ہے کہ اگر مستغیث یہ درخواست کرے کہ تاریخ پیشی تبدیل کی جائے تو اُس سے ملزم کو ہرجہ دلانا چاہیئے۔ لیکن ہم نے کوئی تجویز اس ہائی کورٹ کی نہیں پائی جسمیں یہ طے فرمایا ہو کہ اگر ملزم بوجہ علالت تاریخ پیشی پر عدالت میں حاضر ہونے سے قاصر رہے تو اُس سے مستغیث کو کوئی رقم بطور ہرجہ دلائی جائے۔

ملزم کی عدم موجودگی میں عدالت کو کوئی کارروائی بمقابلہ ملزم نہیں کرنی چاہیئے۔ لہذا بوجوہات بالا حکم ہوا کہ بمنظوری استصواب اور تنسیخ حکم مصدرہ عدالت ابتدائی ہرجہ (اگر ملزم نے ادا کیا ہو) اُس کے حق میں مسترد کیا جائے۔

ہائیکورٹ کلکتہ مرافعہ دیوانی

۶۶ انڈین کیسیس جلد حصہ ۲ ص ۲۱۲ فیصلہ مورخہ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۲۲ء باجلاس جناب کمرجی مسٹر میر مجلس

ہرچند رائے وغیرہ (مدعی) **مرافع** بنام **محمد ہاشم وغیرہ** (مدعا علیہم) **مرافعہ علیہم**

دعویٰ بربنائے رہن ۔ راہن کے جملہ ورثاء کو فریق مقدمہ نہ بنایا جانا اور اُسکا اثر۔ دعویٰ کیا بوجہ عدم اشتمال لائق اخراج ہے۔

تجویز ہوئی کہ دعویٰ مدعی بربنائے رہن اسوجہ سے لائق اخراج نہیں ہے کہ اُسمیں جملہ ورثاء راہن کو فریق مقدمہ نہ بنانے کے سبب سے عدم اشتمال پیدا ہوتا ہے بلکہ جن ورثاء کو فریق بنایا گیا ہو اُن کے مقابلہ میں بقدر اُن کے حصہ جائداد کے دعویٰ ڈگری ہونا چاہیئے۔

منجانب مرافع بابو گوپال چندر داس ۔ منجانب مرافعہ علیہ بابو شیشدھر رائے

بنا راضی ڈگری مصدرہ زائد ناظم صاحب ضلع پٹنہ مورخہ ۲۵ فروری سنہ ۱۹۱۹ء مسٹر اینکہ فیصلہ عدالت تحتہ بحال رہے۔

ہرچندرراے بنام محمد ہاشم

مکرجی منصرم مجلس میرس واقعات اس مقدمہ کے یہ ہیں کہ مدعی نے بربنار رہن نامہ دعوی کیا تھا جس کے اخراج کی ناراضی سے یہ مرافعہ مدعی نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ دستاویز رہن نامہ بتاریخ ۹ فروری سنہ ۱۹۰۴ع منجانب تراب علی بہونیا بحق مدعی تحریر و تکمیل پایا شرائط مندرجہ دستاویز یہ تھے کہ زر رہن بتاریخ ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ع واجب الادا ہوگا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ تاریخ ادائی متذکرہ صدر پر بذریعہ دو رقوم کے زر رہن کی جزءً ادائی کیگئی۔ بعد ازاں مدعی نے بمقابلہ چند اشخاص کے جو اپنے کو اصل راہن کے قایم مقام حقیت ہونا بیان کرتے تھے بتاریخ ۳۰ اکتوبر سنہ ۱۹۱۶ع یہ دعوی رجوع کیا۔ مدعا علیہانے اپنی جوابدہی میں یہ عذر کیا کہ چونکہ مدعی نے جملہ ورثار راہن کو جو قابض جائداد مرہونہ تھے فریق مقدمہ نہیں بنایا لہذا اسی عدم اشتمال کے سبب دعوی مدعی لائق اخراج ہے۔ مدعاعلیہم نے اُن اشخاص کے نام یا صحیح مقام سکونت وغیرہ کا پتہ عدالت کو نہیں دیا جن کے فریق بنائے جانے پر اُن کو بہت کچھ اصرار تھا۔ بایںہمہ عدالت نے ان واقعات کی بنار پر ایک تنقیح قایم کی کہ "آیا" بوجہ عدم اشتمال فریقین دعوی چل نہیں سکتا" عدالت تحت نے بعد تحقیقات کے شہادت فریقین سے یہ نتیجہ مستخرج فرمایا کہ چونکہ راہن کی بیوہ مسماۃ علیم النسار کو اور اُسکی دختر کو جو دوران مقدمہ میں فوت ہوچکی تھی مدعی نے فریق مقدمہ نہیں بنایا لہذا دعوی مدعی چل نہیں سکتا۔ بر طبق اپیل عدالت ضلع نے بھی وہی رائے قایم کی اور مدعی کا دعوی خارج فرمایا جسکی ناراضی سے یہ اپیل ثانی ہمارے سامنے پیش ہے۔ ہماری یہ رائے ہے کہ عدالتہائے تحت کی رائے صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ بات صاف ہے کہ اگر مدعی کے عرضی دعوے میں عدم اشتمال کا سقم ہوا اور اُس نے جملہ اشخاص کے نام بزمرۂ مدعی علیہاں کے شریک نہ کیے ہوں تاہم اس نے جن کے مقابلہ میں دعوی دائر کیا تھا اُن کے خلاف بقدر اُن حصہ جات جائداد مرہونہ کے جو اُن کے قبضہ و تصرف میں تھیں ڈکری صادر کرنے میں کوئی امر مانع نہیں پایا جاتا ہے۔ اگر بمشکل تمام یہ فرض بھی کرلیا جائے کہ اُن اشخاص کیجانب سے جو اس مقدمہ میں فریق نہیں بنائے گئے تھے بحالت فریق بنائے جانے کے عروض تمادی کا عذر صحیح طور پر کیا جاسکتا تھا۔ تاہم یہ عذر تمادی اُن اشخاص کی جانب سے ہرگز قابل سماعت اور کارآمد متصور نہ ہوگا جن کو کہ مدعی نے اندرون میعاد معینہ بہ حیثیت مدعا علیہان کے فریق مقدمہ بنایا تھا "یہ رائے قایم کرنے میں ہمکو" امام علی بنام بیجناتھ رام ساہو" اس نظیر سے ضرور مدد ملتی ہے اُس مقدمہ میں یہی عذر کیا گیا تھا کہ چند اشخاص کو مدعی نے ابتدا میں فریق نہیں بنایا تھا اور اگر بعد میں وہ فریق بنائے جاتے تو بوجہ عروض تمادی اُنکے مقابلہ میں دعوی خارج المیعاد قرار دیا جاسکتا تھا۔ یہاں یہ طے ہوا ہے کہ اگر بحکم عدالت نہیں بلکہ بربنار درخواست مرتہن ایک جز حق انفکاک کے خریدار کو مدعی نے بیرون میعاد فریق بنایا تھا اور اسوجہ سے اُسکے مقابلہ میں دعوی ڈکری نہیں ہوسکتا تھا تو مرتہن کا دعوی بقیہ مدعاعلیہم کے مقابلہ میں جو اندرون میعاد بزمرۂ مدعاعلیہم شریک کیے گئے تھے ضرور ڈکری ہونا چاہیے۔ ہم اس نظیر پر استدلال کرتے ہوئے یہی نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ دعوی مدعی لائق ڈکری ہے لہذا حکم ہوا کہ مرافعہ منظور بہ فیصلہ

عدالت مرافعہ عنہا منسوخ ہو۔ مقدمہ بدینوجہ واپس کیا جاتا ہے کہ عدالت ضلع مدعی مرتہن کے حق میں ڈگری بربنائے رہن نامہ بمقابلہ مدعاعلیہم بقدر ان کے حصص جائداد مرہونہ کے صادر کرے۔

ناظم عدالت ضلع کو اختیار رہیگا کہ وہ خود بغرض تعین حصص جائداد مرہونہ شہادت قلم بند کریں یا وہ عدالت تحت کو ایسا حکم دیں۔ جو نتیجہ کہ عدالت تحت نے شہادت سے نکالا ہے اور جسپر عدالت ضلع کو کوئی اعتراض ہونا نہیں پایا جاتا اُس سے ثابت ہے کہ بعد منہائی دو رقوم مبلغ ما عسہ اور ۱۱۵ روپیہ کے جو تاریخ ادائی زر رہن مجرا ہو چکے ہیں بقیہ زر رہن و لحبہ الادائے ... روپیہ رہجاتا ہے اور سود فیصدی بشرح عسہ روپیہ بھی مابین راہن و مرتہن قرار پایا تھا۔ خرچہ کی نسبت ہماری یہ رائے ہے کہ تا حد کامیابی جو مدعی کو بمقابلہ مدعی علیہم حاصل ہوئی ہے مدعی جملہ عدالتوں کا خرچہ پانیکا مستحق ہے اور یہ رقم بابتہ خرچہ زر رہن میں اضافہ کیا جائے۔

ہائیکورٹ بمبئی مرافعہ ثانی دیوانی

انڈین کیسس جلد ۲۶ حصہ ۲ ص ۳۱۲

ہمپی ہولی (مدعی) **مرافع** بنام **بھیما دودیا ما لیہ** (مدعا علیہ) **مرافعہ علیہ**

قبضہ مخالفانہ۔ قبضہ دلانے کی ڈگری۔ تعمیل ڈگری میں قبضہ علامتی دلایا جانا اور اُسکا اثر۔

تجویز ہوئی کہ جبکہ قبضہ دلا پانیکا دعوی ڈگری ہو جاوے اور بصیغہ تعمیل ڈگری ڈگر یدار کو قبضہ علامتی دلایا جائے تو ایسا قبضہ دوسرے شخص کے قبضہ مخالفانہ ماقبل ڈگری کے اثر کو ساقط کرنے کے لیے کافی ہوگا۔ خصوص ایسی حالت میں جبکہ قبضہ مخالفانہ کا عذر کرنیوالا شخص خود فریق مقدمہ دوران تعمیل ڈگری ہو اور جس کے مقابلہ میں ڈگری تعمیل شدہ صادر ہوئی ہو۔

فیصلہ اس مقدمہ میں مدعی نے بمقابلہ مدعا علیہ مولا پانے قبضہ و زر واصلات کی نالش کی تھی جو خارج ہو گئی اُسکی ناراضی سے جو اپیل مدعی نے ضلع میں داخل کیا تھا وہ بھی مع خرچہ نامنظور رہا۔

ہماری رائے میں اسمقدمہ میں اہم امر تصفیہ طلب صرف اسقدر ہے کہ آیا مدعا علیہ بمقابلہ مدعی جس نے بتاریخ ۲۸ فروری ۱۹۱۴ء ایک ڈگری دخلیابی کی حاصل کی تھی کامیاب ہو سکتا ہے؟ مدعی کی جانب سے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مدعیکو اُس ڈگری کی بنا پر بصیغہ تعمیل جائداد مدعوہ پر قبضہ دلایا گیا تھا لیکن معزز عدالت ابتدائی فرماتی ہے کہ اصل سوال جسپر مقدمہ کا دار و مدار ہے یہ ہے کہ جو قبضہ کہ مدعیکو دلایا گیا تھا اور جسپر وہ استدلال کرتا ہے وہ قبضہ حقیقی تھا یا صرف علامتی؟ (formal possession) عدالت تحت نے یہ طے فرمایا کہ وہ قبضہ صرف علامتی تھا جو مدعی کو بتاریخ ۵ فروری سنہ ۱۹۱۵ء بصیغہ تعمیل دلایا گیا۔ بمقدمہ "مہا دیو سکھا رام بنام جانو نامی اجلاس کامل سے یہ طے ہو چکا ہے کہ

نارضی فیصلہ صدرہ مددگار ناظم عدالت ضلع بیدگانوں۔

اگر خریدار نیلام کو بذریعہ عدالت صرف (symbolical possession) قبضۂ علامتی دلایا جائے تو اسکا اثر یہ نہیں ہوتا ہے کہ مدعا علیہ کے قبضۂ حقیقی کی میعاد کو وہ منقطع کردے سکے اور ایسی حالت میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جائداد اُس خریدار کے قبضہ میں ہے اور نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اُن اشخاص کے قبضہ میں جائداد ہے جو خریدار کی جانب سے حقیت رکھتے ہوں ۔ یہ امر بالکل طے ہوچکا ہے کہ قبضۂ علامتی قبضۂ حقیقی کی حد تک نہیں پہنچ سکتا تاوقتیکہ اس بارہ میں از روئے مجموعۂ ضابطۂ دیوانی صریح طور پر یہ ہدایت نہ ہو یا ایسی ہدایت مستنبط نہ ہوسکے ۔

لیکن بخلاف اسکے پریوی کونسل نے بمقدمۂ رادہا کرشن بنام رام بہادر یہ طے فرمایا ہے کہ اگر بربنا رقبضۂ مخالفانہ کوئی شخص مدعی کے خلاف غدرداری کرتا ہو تو علامتی قبضہ بحق مدعی حقیقی قبضہ کی تاثیر رکھتا ہے بخصوص ایسی حالت میں جبکہ شخص غدردار اُس مقدمہ کا فریق ہو جسمیں ڈگری دلا پانے قبضہ کی بحق مدعی صادر ہوئی ہو اور جس ڈگری کی تعمیل میں مدعی کو قبضہ علامتی دلایا گیا ہو ۔

معزز ارکان پریوی کونسل نے اس نظیر کو بمقدمۂ جگبندہو سو کرجی بنام رامچندر بسیاکھ وقعت کی نظر سے دیکھا ہے اس فیصلہ پریوی کونسل سے جسکا ہم نے اوپر حوالہ دیا ہے واضح ہوگا کہ ہماری ہائیکورٹ کی رائے جو سابق میں بمقدمہ مہادیو سکھا رام بنام جانو بائی ظاہر ہوئی تھی اسکی صحت کی نسبت بہت کچھ شبہ پیدا ہوگیا ہے اور عنقریب میں اُسمیں ترمیم ضرور ہوگی ۔ اس مقدمہ کی روئداد کو مد نظر رکھتے ہوئے میری رائے میں یہ بہت مشکل سے کہا جاسکتا ہے کہ مدعی علیہ بمقابلہ مدعی اپنے قبضۂ مخالفانہ کی بنا پر مدعی کے قبضۂ علامتی کے اثر کو ساقط کرنے میں کامیاب ہوسکتا ہے ۔ مدعی کو جو قبضہ بصیغۂ تعمیل حاصل ہوا ہے اسکے بعد قبضۂ مخالفانہ کا کوئی اثر باقی نہیں رہ سکتا ہے اور اگر بفرض غلط یہ تسلیم کیا جائے کہ ہر صورت میں قبضۂ علامتی سے قبضۂ مخالفانہ کی میعاد منقطع نہیں ہوسکتی ہے ۔ تاہم خصوص اس مقدمہ میں اسکی ضرور وہی تاثیر ہوگی کیونکہ خود مدعی علیہ کارروائی بصیغۂ تعمیل ڈگری میں فریق مقدمہ تھا ۔ لہذا نظیر مندرجہ بالا میں رادہا کرشن بنام رام بہادر جو امر طے ہوچکا ہے اسکی پابندی مدعا علیہ پر صادق آتی ہے بوجوہات بالا ہماری رائے میں مدعی کا مرافعہ لائق منظوری ہے لہذا حکم ہوا کہ مرافعہ منظور ۔ ڈگری دلا پانے قبضہ بحق مدعی بمقابلہ مدعا علیہ باضافہ خرچہ جملہ عدالتہائے کے صادر ہو ۔

ہائیکورٹ الہ آباد مرافعہ دیوانی

ڈکن کیسیس جلد ۴۶ انڈین کیسیس حصہ ۵ ص ۵۱۷ منفصلہ ۱۶ مارچ ۱۹۲۲ء باجلاس مسٹر جسٹس والس و مسٹر جسٹس ریو ہنر ارکان

مسماۃ محمدی بیگم وغیرہ مدیونان ڈگری (ڈگریداران) **مرافعان بنام مسماۃ عمارہ بیگم** متوفیہ قائم مقام افسر جہاں بیگم وغیرہ (ڈگریداران) **مرافعہ علیہما**

درخواست تعمیل ڈگری ۔ مدیونان ڈگری کے نام نوٹس جاری ہونا ۔ مدیونان کی غیر حاضری ۔ فیصلہ یکطرفہ ۔ درخواست تعمیل بیرون میعاد ہونیکا عذر کیا لائق سماعت ہے ۔ ؟

تجویز ہوئی کہ جبکہ عدالت کے ذریعہ سے مدیونان ڈگری کے نام نوٹس جاری ہوجائے کہ وہ تاریخ و وقت مقررہ پر حاضر عدالت

بنا راضی تجویز بصیغہ تعمیل صادرہ عدالت منصفی مراد آباد مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۲۰ء ۔

محمدی بیگم بنام عمدہ بیگم

ہوکر ڈگریدار کی درخواست تعمیل ڈگری کی جوابدہی کرے اور باوجود اسکے وہ غیر حاضر رہے تو جو تصفیہ اُس کی غیر حاضری میں ہو وہ قطعی ہو جائیگا اگر اس تصفیہ کے بعد مدیون حاضر عدالت ہوکر یہ عذر کرے کہ درخواست تعمیل ڈگری میں تمادی عارض تھی تو یہ اُسکا عذر قابل سماعت متصور نہ ہوگا

منجانب مرافع ڈاکٹر ایس ایم سلیمان و مسٹر ایس ابو علی۔ منجانب مرافعہ علیہم ڈاکٹر ایس این سین و مسٹر احمد عبد اللہ فیاض۔

مسٹر جسٹس والش و مسٹر جسٹس موہن ارکان متفق الرائے۔ یہ مرافعہ صیغہ تعمیل کی کارروائی کی ناراضی سے دائر کیا گیا ہے۔ اس مقدمہ کے واقعات یہ ہیں کہ مرافعہ علیہا مسماۃ عمدہ بیگم نے بمقابلہ مرافعہ گزاران بتاریخ ۱۵ ستمبر سنہ ۱۹۱۳ء ایک ڈگری حاصل کی جس کی تعمیل کرانیکی غرض سے کئی درخواستیں منجانب ڈگریدارہ پیش کی گئیں اور اُسی سلسلہ میں یہ درخواست بھی پیش ہوئی ہے جسکی نسبت یہ مرافعہ دائر کیا گیا ہے درخواست مذکور بتاریخ یکم اگسٹ سنہ ۱۹۱۹ء کو پیش ہوئی۔ صیغہ سے کیفیت ہوئی کہ درخواست مذکور بیرون میعاد پیش ہوئی ہے بنابراں بحکم عدالت فریقین کے نام نوٹس جاری ہوا کہ تاریخ مقررہ پر حاضر عدالت رہیں اور اُسروز اس امر کا تصفیہ کیا جائیگا کہ آیا ڈگریدارہ کی درخواست بین المیعاد پیش ہوئی ہے یا بیرون میعاد۔ باوجود اجرائے نوٹس مذکورہ کے تاریخ پیشی پر مدیونان میں سے کوئی حاضر ہوا اور نہ اُنکی جانب سے کوئی شخص بغرض جوابدہی عدالت میں آیا لہذا اُنکی غیر حاضری میں عدالت نے یکطرفہ کارروائی کرکے یہ طے فرمایا کہ درخواست تعمیل ڈگری کے پیش کرنے میں تمادی عارض نہیں ہے اور یہ تجویز بابتہ میعاد بتاریخ ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء تحریر فرمائی گئی۔ بعدازاں عدالت نے بربنائے تجویز ہذا حکم جاری کیا کہ جائداد مدیونان قرق کی جائے۔ اس حکم کی تعمیل کو روک کر مدیونان کی جانب سے بتاریخ ۹ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء یہ عذر کیا گیا کہ جس درخواست کی بنا پر حکم قرقی صادر ہوا ہے وہی بیرون میعاد پیش ہونے کی وجہ سے قابل منظوری نہ تھی لہذا یہ حکم ناقابل نفاذ ہے اور جائداد قرق نہیں کی جاسکتی۔ عدالت ماتحت یعنی عدالت تعمیل کنندہ ڈگری نے فریقین کی شہادت لیکر یہ تصفیہ فرمایا کہ مدیونان ڈگری کے نام نوٹس باضابطہ جاری ہو چکا تھا وہ بتاریخ ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء حاضر عدالت ہوکر جوابدہی ادا کریں اس نوٹس کی تعمیل بھی عذرداران پر ہوئی تھی اور باوجود اسکے وہ غیر حاضر رہے اگر ایسی حالت میں میعاد کا تصفیہ اُن کے خلاف تجویز پایا ہے تو وہ ان کے مقابلہ میں قطعی متصور ہوگا۔ اسلیے اب اُن کو بصیغہ تعمیل عذرداری پیش کرنے کا حق باقی نہیں رہ سکتا ہے اس حکم کی ناراضی سے بصیغہ مرافعہ چارہ کار اختیار کر سکتے ہیں۔

یہی مسئلہ اس اپیل میں تصفیہ طلب ہے۔ روئداد و مثل شہادت فریقین پر غور کرنیکے بعد ہماری یہی رائے قایم ہوتی ہے کہ مرافعہ گذاران کے نام بصیغہ تعمیل نوٹس جاری ہوکر اُسکی تعمیل بھی اُن پر ہو چلی تھی اور اُن کو اس بات کا بھی پورا علم تھا

اُس نوٹس کے ذریعہ تاکید کی گئی تھی کہ بمواجہ مرافعہ گزاران میعاد کا تصفیہ کیا جائے گا ایسی حالت میں اُن کی غیر حاضری کا اثر بھی ضرور ہوگا امر میعاد کی نسبت جو تصفیہ فرمایا گیا وہ اُن کے مقابلہ میں قطعی سمجھنا چاہیئے۔ پس اس تصفیہ کی پابندی اُن پر لازم ہوگی۔ ہماری رائے میں یہ مسئلہ امر فیصلشدہ کی حد تک نہیں پہنچتا تاہم یہ اُسی امر نزاعی کا تصفیہ ہے جسکی نسبت دوران کارروائی میں بذریعۂ درخواست استدعا کی گئی تھی لہذا حکم ہوا کہ مرافعہ مع خرچہ نامنظور ہو۔

ہائیکورٹ الہ آباد مرافعہ ثانی دیوانی

بچہ لال (مدعا علیہ) مرافع بنام حسین خاں (مدعی) مرافعہ علیہ

انڈین کیسز جلد ۶۶ حصہ (۵) ص ۸۱۴ فیصلہ ۳ اپریل سنہ ۱۹۲۲ء نمبر مقدمہ ۳۰۴ سنہ ۱۹۲۲ء باجلاس مسٹر جسٹس اسٹورٹ

بار ثبوت - معاہدہ - عذر نابالغی - بار ثبوت مدعی پر بوقت تکمیل دستاویز تکمیل کنندہ کا اقبال کرنا کہ میں بالغ ہوں - اقبال کا اثر

تجویز ہوئی کہ (۱) جبکہ معاہدہ کی نابالغی کی بنا پر جواز معاہدہ کی نسبت عذر کیا گیا ہو تو مدعی کو ثابت کرنا پڑیگا - در بادی النظری میں معاہدہ بوقت تکمیل دستاویز اُن اشخاص میں سے تھا جن کے ساتھ معاہدہ کرنا قانوناً جائز کہا گیا ہے - ملاحظہ ہو گیاون بنام دلاری مندرجہ انڈین کیسس صفحہ (۸۳۹) نظیر مندرجۂ الہ آباد لا جرنل جلد ۶ صفحہ ۹۳۳ کا حوالہ دیا گیا ہے -

(۲) اگر بوقت تکمیل دستاویز تکمیل کنندہ یہ بیان کرے کہ وہ سن بلوغ کو پہنچ گیا ہے تو اسکو بالغ قرار دینے کیلئے بادی النظری شہادت میں اُسکا یہ بیان داخل کیا جا سکیگا۔

منجانب مرافع مسٹر گلزاری لال و مسٹر اگروالا - منجانب مرافعہ علیہ مسٹر ایم اے عزیز بشرکت ڈاکٹر ایس - ایم سلیمان -

مسٹر جسٹس اسٹورٹ - واقعات اس مقدمہ کے یہ ہیں کہ مدعیان نے مسمی جاجی لال اور بچہ لال سے ایک مکان خرید کیا ہے اور ایک شخص مسمی موہن اُس مکان کے ایک کمرہ میں سکونت رکھتا ہے - موہن ، جو اس مکان میں بچہ لال کی جانب سے رہتا ہے - مدعی کی حقیت سے اور نیز مدعی کو اس مکان پر قبضہ دلانے سے انکار کیا اس بنا پر کہ جسوقت بیعنامہ تحریر و تکمیل کیا گیا اُسوقت بچہ لال نابالغ تھا لہذا وہ مجاز بیع نہ تھا اور ایسا انتقال لائق نفاذ نہ تھا۔

عدالت ابتدائی نے تجویز کیا کہ اس امر کا بار ثبوت کہ بوقت تکمیل دستاویز بچہ لال نابالغ نہیں تھا - مدعی پر ہوگا - اور چونکہ مدعی نے ایسی کوئی شہادت پیش نہیں کی ہے لہذا اس کو موہن کو بیدخل کرنیکا استحقاق حاصل نہیں ہو سکتا - اور مدعی کا دعوے لائق اخراج قرار دیا گیا - عدالت مرافعہ عنہا نے یہ طے کیا کہ بار ثبوت موہن پر ہے کہ وہ ثابت کرے کہ بوقت تکمیل بیعنامہ بچہ لال نابالغ تھا اور چونکہ موہن کی شہادت اس امر کو مثبتہ قرار دینے کیلیے ناکافی ہے - لہذا مدعی کا دعوی لائق

بچہ لال بنام حسین خان

سرسبز ہی ہے۔ اس بنا پر مدعی کا دعویٰ ڈگری کیا گیا۔

اس فیصلہ کی ناراضی سے بچہ لال نے یہ مرافعہ ہمارے پاس پیش کیا ہے۔ ہماری رائے میں دونوں عدالتہائے ماتحت کی تجویزیں غیر صحیح ہیں۔ جو مسئلہ کہ اس مقدمہ میں تصفیہ طلب ہے اُس کے متعلق صاف طور پر یہ تصفیہ ہو چکا ہے ملاحظہ ہو نظیر مندرجہ انڈین کیسز جلد ۲ صفحہ ۴۳۹ مقدمہ گیادین بنام ڈلاری یہ طے ہو چکا ہے کہ جبکہ معاہدہ کی نابالغی کی بنا پر جواز معاہدہ کی نسبت عذر کیا گیا ہو تو بار ثبوت مدعی پر ہے کہ وہ ثابت کرے کہ بادی النظری میں معاہدہ بوقت تکمیل دستاویز اُن اشخاص میں سے تھا جن کے ساتھ معاہدہ کرنا قانوناً جائز رکھا گیا ہے۔ اس مسئلہ کے تصفیہ کی حد تک عدالت ابتدائی کی رائے صحیح اصول پر مبنی ہے لیکن عدالت ابتدائی کی یہ تجویز کہ مدعی نے اس امر کے ثبوت میں کوئی شہادت پیش نہیں کی صحیح قرار نہیں دی جاسکتی۔ مضمون دستاویز مناط دعوے کے ملاحظہ سے واضح ہوگا کہ خود بچہ لال تسلیم کرتا ہے کہ بوقت تحریر دستاویز وہ سن بلوغ کو پہنچ گیا ہے اور اسی دستاویز میں بچہ لال بیان کرتا ہے کہ بزمانہ نابالغی وہ زیر نگرانی ولی تھا۔ جس کو بذریعہ کورٹ مقرر کیا گیا تھا۔ لیکن اسوقت یعنی بوقت تکمیل دستاویز وہ بالغ ہو چکا ہے۔ اور دستاویز مناط دعوے خود اسیکی جانب تکمیل کیا گیا ہے۔

یہ شہادت دستاویزی بچہ لال کے بلوغ کو ثابت قرار دینے کے لیے بادی النظری میں بالکل کافی ہے۔ ہمارے سامنے اور بھی ایک نظیر پیش کی گئی ہے جو کنہیا لال بنام گردھاری لال کے مقدمہ میں درج ہے اور وہ یہ ہی کہ مدعی علیہ کا بیان جو دستاویز مناط دعوے میں نہ ہو بلکہ کسی اور کارروائی میں قلمبند ہوا ہو کہ اس کی عمر فلاں وقت فلاں ہی ایسا بیان نہیں ہے کہ اُس کے لحاظ سے بار ثبوت پلٹ سکتا ہو۔ لیکن اس مقدمہ کا یہ تصفیہ ہماری رائے کے متعلق مغائر نہیں ہے۔ اس امر کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ ہر مقدمہ میں حالات کی بنا پر موازنہ شہادت اور اُس کا اثر مختلف ہوا کرتا ہے۔ اس مقدمہ میں بچہ لال کا اقبال کہ وہ صریح الفاظ میں بوقت تکمیل دستاویز سن بلوغ کو پہنچ گیا ہے۔ اس امر کا بادی النظری میں کافی ثبوت ہے کہ وہ بوقت تکمیل دستاویز درحقیقت بالغ تھا۔ ہماری رائے کا ماحصل یہ ہے کہ دستاویز بالغ شخص کی تکمیل کردہ ہے اور اسوجہ سے وہ لائق نفاذ ہے اور موہن کو بچہ لال کی حقیت کی بنا پر اُس مکان مبیعہ میں رہنے کا کوئی استحقاق حاصل نہیں ہے۔ بنا برآں

حکم ہوا کہ

مرافعہ مع خرچہ نامنظور ہو۔